PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

28
TWENTY EIGHT YEARS OF PUBLISHING

جنوری 2020

ماہنامہ

ولی اللہ

ارمغان

₹ 25/-

ARMUGHAN, PHULAT
Muzaffar Nagar-251201 (U.P.)

پھلت، ضلع مظفر نگر (یوپی)
www.armughan.net

جمعیت شاہ ولی اللہ
JSW
Jamiat Shah Waliullah

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

ماہنامہ

ارمغان

ولی اللہ

جلد ۲۸ شمارہ ۱ جنوری ۲۰۲۰ء مطابق جمادی الاول ۱۴۴۱ھ

سر پرست :

حضرت مولانا محمد کلیم صدیقی

مدیر

وصی سلیمان ندوی

مجلس مشاورت

☆ مولانا محمد طاھر ندوی

☆ مولانا محمد اقبال قاسمی

☆ مفتی محمد ھارون مظاھری

پتہ

دفتر ارمغان

پھلت ضلع مظفر نگر

Phulat, Distt. Muzaffar Nagar

251201 (U.P.) INDIA

Mob : +91-7060450315

9359774316 , 9412411876

e-mail : arm313@gmail.com

armuganphulat@yahoo.com

Website: www.armughan.net

ادارہ کا مضمون نگار کی رائے سے اتفاق ضروری نہیں

ہر قسم کی چارہ جوئی کیلئے مظفر نگر کی عدالت سے رجوع کیا جائے

سرکولیشن انچارج: محمّد حنیف قاسمی

سرکولیشن منیجر : عبدالقدیر انصاری

مشیر اعزازی: ایوب بھائی بارڈولی والے

چیف رپورٹر : محمد ادریس قریشی

مشیر قانونی : امجد علی ایڈوکیٹ

موبائیل : 9897354040

زرتعاون

❖ فی شمارہ 25 روپے ❖ سالانہ 300 روپے ❖ سالانہ رجسٹرڈ ڈاک سے 500 روپے

❖ اعزازی تعاون 1000 روپے ❖ بیرونی ممالک سے 30 امریکی ڈالر ❖ لائف ممبرشپ 8000 روپے (برائے ۲۰ سال)

پرنٹر پبلشر محمد ادریس قریشی نے ڈیلکس پریس راج مارکیٹ مظفرنگر سے چھپوا کر جمعیت شاہ ولی اللہ کیلئے پھلت ضلع مظفرنگر سے شائع کیا

(مدیر: وصی سلیمان ندوی)

پی۔ڈی۔ایف۔#محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرس

☆	(اداریہ) اشاعت کا اٹھائیسواں سال	وصی سلیمان ندوی	۳
☆	اجتماعی ذہن اور قربانی وایثار کا جذبہ	حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی	۵
☆	مفتی فضیل الرحمٰن ہلال عثمانیؒ	مولانا محمد کلیم صدیقی	۷
☆	ترمیم شدہ قانون شہریت	مولانا خالد سیف اللہ رحمانی	۱۱
☆	دعوت دین ایک اہم فریضہ	مولانا محمد مونس قاسمی	۱۴
☆	اسلامی تاریخ کے دو دور	ڈاکٹر زبیر ظفر خاں	۱۸
☆	نسیم ہدایت کے جھونکے (انٹرویو)	**عبد الرحمن**	۲۱
☆	نعتیں	حیدر اغوانی / حفیظ محمود بلند شہری	۲۶
☆	پانچ نبوی دعائیں...	مفتی محمد عبداللہ قاسمی	۲۷
☆	چار اہم سوال	مولانا احمد ومیض ندوی	۳۱
☆	عصمت ریزی کے بڑھتے واقعات	مولانا عبدالرشید طلحہ نعمانی	۳۵
☆	خبروں کی دنیا	محمد ادریس ولی اللہی	۳۸
☆	فقہی مسائل	مفتی محمد عاشق صدیقی ندوی	۳۹
☆	آخری صفحہ	مولانا محمد کلیم صدیقی	۴۰

اس دائرہ میں سرخ نشان اس بات کی علامت ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت **جنوری** سے ختم ہورہی ہے، رسالہ کو مسلسل جاری رکھنے کے لئے دفتر کو اطلاع دیں یا فوراً رقم ارسال فرمائیں۔

پی۔ڈی۔ایف۔#محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اداریہ

ارمغان کی اشاعت کا اٹھائیسواں سال

۶ر دسمبر ۱۹۹۲ء کو ملک عزیز ہندوستان میں بابری مسجد کی شہادت کا واقعہ پیش آیا، تو اسلامیان ہند پر گویا ایک قیامت ٹوٹ پڑی تھی اور انھیں محسوس ہونے لگا تھا کہ یہ واقعہ ان کی ملت کے لئے ایک الارم ہے، اور اگر اس موقع پر سنجیدہ حکمت عملی، دور اندیشی، اور مضبوط منصوبہ بندی کے ساتھ طویل المیعاد تیاری نہ کی گئی تو ان کے سامنے اس طرح کے دوسرے بڑے بڑے قومی، ملی اور دینی مسائل کھڑے کئے جاتے رہیں گے، اور مشکلات وحوادث کا طوفان بلاخیز روز بروز ان کے دروازوں پر دستک دیتا رہے گا۔

بابری مسجد کے حادثہ کے فوراً بعد مسلمانوں نے اس حادثہ کی سنگینی کو محسوس کیا، اس سلسلہ میں مساجد کی آبادکاری، قدیم مساجد کی پختگی کی فکر، نئی مسجدوں کی تعمیر، تعلیمی ترقی کے لئے کوشش، مذہبی اور عصری تعلیمی اداروں کے قیام کی جدوجہد اور بہت بڑی تعداد میں مختلف انداز میں سیاسی، سماجی، رفاہی اور عوامی خدمت کے میدانوں میں پیش رفت کی گئی، اور واقعہ یہ ہے کہ ان تمام میدانوں میں ہم نے پہلے کی نسبت تیز رفتاری کے ساتھ ترقی کی، اور ایک مدت تک پوری ملت کو سرگرم عمل رکھا۔

ٹھیک یہی زمانہ تھا جب حضرت شاہ ولی اللہ کی سرزمین قریۃ الصالحین پھلت سے اپنے اکابرین کے حکم اور سرپرستی میں ایک ملک گیر دعوتی تحریک کا آغاز ہوا، جو ہریانہ پنجاب اور راجستھان سے گذرتے ہوئے نہ صرف پورے ملک میں پھیل گئی بلکہ اس کی کوششوں کا دائرہ پوری دنیائے انسانیت تک قرار پایا، اور اس سلسلہ میں ٹوٹی پھوٹی عملی خدمات کے ساتھ ایک آواز لگانے کی کوشش کی گئی، اور: یاایھا الناس قولوا لاالہ الااللہ تفلحو (اے لوگو! لاالہ الااللہ کہہ لو، کامیاب ہوجاؤ گے) کی آواز کو پوری شدت کے ساتھ گھر گھر پہنچانے کا ارادہ کیا گیا، اس کام کے لئے اصلاً اس بات کی ضرورت تھی کہ اسلام کا سرمدی پیغام ہر مدعو کے کانوں تک پہنچے، اور ہر دردمند دل پر اس کی دستک دی جائے، وہیں اس کی بھی ضرورت تھی، کہ کام کی آفاقیت، اور وسعت کی وجہ سے خیر امت کے افراد کو ان کا منصب یاد دلایا جائے، اور ملت اسلامیہ کو اس کی دعوتی ذمہ داری ادا کرنے کے لئے بار بار پکارا جائے۔

اس ضرورت کے پیش نظر جنوری ۱۹۹۳ء میں ہندوستان کے دینی، علمی اور اسلامی افق سے ماہنامہ ارمغان کا پہلا شمارہ طلوع ہوا، اس کی اشاعت کے جو مقاصد اور اہداف متعین کئے گئے تھے، ان میں فکر ولی اللّٰہی کی اشاعت، تعلیمی بیداری، اصلاح معاشرہ اور اسلامی تاریخ اور شخصیات کے تعارف کے ساتھ ساتھ خاص طور پر مسلمانوں کے اندر دعوتی جدوجہد کے لئے آواز بلند کرنا شامل تھا۔ ۲۷ر سال کی اس طویل مدت میں الحمدللہ ارمغان کے پلیٹ فارم سے پابندی کے ساتھ دعوتی مضامین شائع کئے گئے، اور اس آواز کو تیز تر کرنے کی کوشش کی گئی، اور یہ اعلان کیا گیا کہ دعوتی میدان سے ہماری غفلت اور اس کار عظیم سے ہماری دوری کے باعث ہی آج ملت اسلامیہ کو یہ دن دیکھنے پڑ رہے

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

ہیں،اور اب بھی مسلمانوں کی سربلندی اور غلبہ کی کوئی منصوبہ بندی دعوتی غفلت سے تلافی کے بغیر ممکن نہیں ہے۔سوا ارب سے زائد آبادی رکھنے والے اس ملک میں، جہاں فرزندان توحید کی تعداد کروڑوں میں ہے،اس کے ساکن سمندر میں ارتعاش پیدا کرنے اور اس کی موجوں میں اضطراب لانے کے لئے جن وسائل اور صلاحیتوں کی ضرورت تھی،اس سے تہی دامنی کے احساس کے باوجود،اپنی بساط بھر کام کے لئے جو جدوجہد کی گئی،اس کے نتائج امید افزا،اور خوش گوار ہیں،اور کم ازکم یہ کہا جاسکتا ہے کہ ہمارے پورے ملک میں اب یہ آواز اجنبی نہیں رہی۔

شہریت ترمیمی قانون،این آرسی جیسے مسائل آج پھر ایک بار ہمارے سامنے منھ کھولے کھڑے ہیں،اور پوری ملت ایک بار پھر ابتلا اور آزمائش سے گذر رہی ہے،مسلمانوں پر ہونے والا یہ حملہ بڑا ہمت شکن اور مایوس کن ہے،اور اس سے ان کے سامنے وجود و بقا کا،اور بحیثیت مسلمان اس ملک میں باقی رہنے کا مسئلہ درپیش ہے،اور ان مشکل حالات میں ملت اپنی سی کوشش اور جدوجہد میں مصروف ہے،اور ہر اعتبار سے اپنی زندگی کا ثبوت دے رہی ہے۔

بابری مسجد کے قضیہ کے بعد،پھر ۲۰۰۲ء میں گجرات فسادات کے دوران،ملت اسلامیہ کے دردمندوں،اور نبض حالات پر انگلیاں رکھنے والے متعدد دینی،علمی،روحانی اور سیاسی کارکنوں نے آئندہ کے لائحہ عمل کے طور پر پورے ملک میں منظّم دعوتی منصوبہ بندی کی وکالت کی تھی،اور دعوت دین کے اس کار خیر کو ان نازک حالات کے لئے سب سے مؤثر حکمت عملی قرار دیا تھا،ہمارے بہت سے دوسرے دینی،علمی تعلیمی اور رفاہی منصوبوں کی طرح اس میدان میں بھی اچانک تیزی آگئی تھی،لیکن دھیرے دھیرے ہماری سابقہ غفلت پھر لوٹ آئی،اور بہت ساری وجوہات کی بنا پر اس محاذ پر ویسی توجہ نہیں دی جاسکی،جیسی اس موقع کی نزاکت کے پیش نظر کی جانی چاہئے تھی۔

این آرسی،اور شہریت ترمیمی قانون کے ذریعہ ایک بار ملت اسلامیہ کے عوام وخواص فکرمند ہیں،اور اپنی اپنی حد تک سرگرمیوں میں مصروف ہیں،لیکن ان مایوس کن حالات میں،ان کی ایک بڑی تعداد اب یہ کہنے لگی ہے،کہ اس زمانہ کے ہمارے وقتی اور مستقل مسائل کا اصل حل،اور ان حالات سے نکلنے کا سب سے درست راستہ،دعوت الی اللہ کی جدوجہد ہی ہے،یہی وہ شاہ کلید ہے جس سے مشکلات ومسائل کے دشوار قفل کھولے جاسکتے ہیں،اور ملت اپنے خوب صورت مستقبل کا خواب دیکھ سکتی ہے۔اس میں کوئی شبہ نہیں کہ خواب تو خواب ہی ہوتے ہیں،اور ان کو شرمندہ تعبیر کرنے کے لئے طویل جدوجہد،مسلسل ریاض،لگاتار کوشش اور دائمی عمل کی ضرورت ہوتی ہے،اور صرف خواب دیکھ لینے سے منزل مقصود حاصل نہیں ہوتی،لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ افراد اور قوموں کی تاریخ میں پہلے اپنے منصوبوں کی شکل میں،آنکھوں میں خواب سجائے جاتے ہیں،پھر ان کو شرمندہ تعبیر کرنے کی منزل آتی ہے،اگر ہم مسلمان،مجموعی طور پر دعوت الی اللہ کے اس ہدف کو اپنا خواب بنانے کے لئے تیار ہیں،اور اس کو ملت کی سربلندی کا راستہ تسلیم کر لیتے ہیں،تو ایک طویل جدوجہد،اور منظّم منصوبہ بندی کر کے ہم اس منزل تک پہنچ سکتے ہیں۔ارمغان کا اپنی اشاعت سے روز اول سے یہی پیغام تھا،اور اپنی اشاعت کے اٹھائیسویں سال کے آغاز پر ایک بار پھر وہ اسی پیغام کو دہرانے کی کوشش کر رہا ہے:

آسماں ہوگا سحر کے نور کے آئینہ پوش ۔۔۔ اور ظلمت رات کی سیماب پا ہوجائے گی

پھر دلوں کو یاد آجائے گا پیغام سجود ۔۔۔ پھر جبیں خاک حرم سے آشنا ہوجائے گی

شب گریزاں ہوگی آخر جلوہ خورشید سے ۔۔۔ یہ چمن معمور ہوگا نغمہ توحید سے

وصی سلیمان ندوی

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

اجتماعی ذہن اور قربانی وایثار کا جذبہ

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی نوراللہ مرقدہ کی ایک تقریر سے اقتباس

﴿ ولا تلقوا بأيديكم الى التهلكة ﴾

اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو

مسلمانوں کا ذہن اجتماعی ہونا چاہئے

اپنے ذہن کو اجتماعی بنایئے ،صرف اپنے مفاد کو سوچنا کہ ہمیں فائدہ ہو جائے ،دین پر کچھ گذر جائے ،ملت پر کچھ گذر جائے ہم سب کی فکر کیا کر سکتے ہیں، اس ذہن نے بڑا نقصان پہنچایا ہے دیکھئے تو قرآن شریف میں آتا ہے (ولا تلقوا بأيديكم الى التهلكة) اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو، بہت سے لوگ ایسے پڑھ لیتے ہیں ولا تقربوا الصلوة نماز کے قریب نہ جاؤ، بعض بے حیا، ناخداترس لوگ اس طرح پڑھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ صاحب! قرآن شریف میں تو ہے کہ نماز کے قریب نہ جانا۔

اسی طرح بدنیتی کے ساتھ تو نہیں ،لیکن بعض ناواقفیت کی وجہ سے سمجھتے ہیں کہ ان کو ہر خطرہ کے کام سے بچایا گیا ہے، ان کو جہاں کہئے ذرا تبلیغ میں چلئے ،کچھ اپنی تجارت کے لئے خطرہ مول لیجئے ،تو کہتے ہیں کہ قرآن مجید میں ہے کہ اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو، کوئی ایسا کام نہ کرو جان بوجھ کر جس میں تمہیں نقصان پہنچے ،حالانکہ اس آیت سے اس کا کوئی تعلق نہیں بلکہ اس آیت کا تقاضہ بالکل اس کے برخلاف ہے۔

چنانچہ سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے ایک موقع پر ایسا ہی سنا تھا ،فرمایا ٹھہرو ٹھہرو! تم نہیں جانتے ،یہ آیت تو ہم انصاریوں کے بارے میں نازل ہوئی تھی اس کی تفسیر تو ہم سے پوچھو تم کیا جانو ،قصہ یہ ہے کہ جب اسلام مدینہ میں آیا تو کمزور تھا کوئی اس کا ساتھ دینے والا نہ تھا، تو ہم انصاریوں نے اس کا ساتھ دیا ،اور اپنی جان و مال کے ساتھ دیا، اور اپنے تقاضوں سے آنکھیں بند کر لیں ،بس ہر وقت اسلام کے لئے جان ہتھیلی پر لئے پھرتے تھے ،میدان جنگ میں کہا جائے تو ہم حاضر ہیں، غرض کہ ہم نے پھر مڑ کر نہ دیکھا کہ کیا ہو رہا ہے ،ہمارے کھیتوں اور ہمارے باغوں کا کیا حال ہے ہماری دکانوں کا کیا حال ہے، کچھ عرصہ گذرنے کے بعد جب ہم نے دیکھا کہ اب اللہ کے فضل سے مسلمانوں کی تعداد خاصی ہوگئی اور اب اسلام ایسا گھرا ہوا اور میدان میں نہتا اور بے یار و مددگار نہیں ہے اور دوسری طرف ہم نے دیکھا کہ ہمارے مالوں پر ہماری جائیدادوں پر بہت اثر پڑ گیا ہے، تجارتیں ماند پڑ گئی ہیں، ہم کساد بازاری میں مبتلا ہو گئے ہیں، دوکانوں کا دیوالہ نکل گیا ہے اور باغات خشک ہونے لگے ہیں، ہم کو تو فرصت ہی نہیں ہے، تو ہم نے کہا اب تھوڑے دن کی چھٹی لے لیں ،سپاہی کو چھٹی ملتی ہے ،طالبِ علم کو چھٹی ملتی ہے ،استاد کو چھٹی ملتی ہے ہم بھی چھٹی لیں گے ،بس یہ خیال آنا تھا کہ یہ آیت نازل ہوگئی ،ابھی شاید کہنے کی نوبت بھی نہ آئی تھی کہ آیت نازل ہوئی ،ارے کیا کرتے ہو؟ اس وقت جب دین کو تمہاری مدد کی تمہاری خدمت کی اور تمہاری جاں نثاریوں کی ضرورت ہے تو تم چھٹی کا نام لیتے ہو، یہ چھٹی سم قاتل ہے یہ چھٹی خودکشی کے مرادف ہے، فرمایا گیا، وأنفقوا فى سبيل الله ولا تلقوا بأيديكم الى التهلكة وأحسنوا ان الله يحب المحسنين ،یہ پوری

پی۔ڈی۔ایف۔#محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

آیت ہے، اب لوگوں نے فتووں تک میں لکھنا شروع کر دیا ہے۔

ملت کے تقاضوں کو دیکھنا چاہئے

حج ایک زمانہ میں ہندوستان میں مشکل ہو گیا تھا، دریائی سفر، بادبانی کشتیاں اور بدوؤں کی لوٹ مار دیکھ کر بعض علماء نے فتویٰ دے دیا تھا کہ حج ہندوستانی مسلمانوں کے ذمہ سے ساقط ہے، اور استدلال کیا اس آیت سے کہ: ولا تلقوا بأيديكم الى التهلكة، جان بوجھ کر ہلاکت میں نہ پڑنا چاہئے، اللہ تعالی جزائے خیر دے اور درجے بلند فرمائے حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے اور ان کے شاگردوں اور ان کے خلفاء کے، کہ انہوں نے اس کے خلاف مہم شروع کی اور فتویٰ لکھا اور پھر ان کے بعض خلفاء نے ان کے بھتیجے اور عزیزوں نے ایسی دھوم دھام سے حج کیا کہ پھر یہ خیال ہی لوگوں کے دلوں سے نکل گیا، ورنہ خدا نخواستہ ہندوستان میں اس کی عادت پڑ جاتی کہ بھائی سمندر کا سفر خطرناک ہے اور حج ہمارے ذمہ سے ساقط ہے، تو آج حج اور کل زکوۃ اور پرسوں روزہ نماز پر برا اثر ڈالتا، اور پھر اس کے بعد نماز کی باری آتی، کہ اس سردی میں ٹھٹھر جائیں اور ٹھنڈے پانی سے وضو کریں یا گرمی میں چھوٹی سی رات میں ہم نکلیں اور رات خراب کریں تو سارا دین ہی معطل ہو کر رہ جائے، مسلمانوں کا ذہن انفرادی ہے، اجتماعی ہونا چاہئے، یعنی ملت کے تقاضوں کو دیکھنا چاہئے، کہ اگر ہر شخص اپنے اپنے تقاضوں کو دیکھنے لگے تو دین کی خدمت کہاں سے ہوگی۔

ہم یہ کہتے ہیں کہ دین کا تقاضہ ہے اپنے اپنے علاقہ کی خبر لیجئے، اپنی جگہ کی مسجدوں کی خبر لیجئے، مدرسوں کی خبر لیجئے، اپنی اپنی جگہ کی دینی تعلیم کی خبر لیجئے جن کی وجہ سے رحمتِ الٰہی رکی کھڑی ہے، گھنگھور گھٹا تلی کھڑی ہے لیکن برستی نہیں، کہ مسلمانوں میں تو یہ عیب ہے مسلمانوں میں تو یہ جرائم ہیں، وہ ان ان چیزوں کے مرتکب ہو رہے ہیں، ان چیزوں کی خبر لیجئے، یہ دین کا اجتماعی تقاضہ اگر آپ پر طاری نہ ہوا تو ہندوستان جیسے ملک میں دین کا

> جہاں یہ ذہنیت طاری ہوئی وہاں کوئی سرپٹک کر رہ جائے، کوئی بڑے سے بڑا مصلح اپنی پوری زندگی صرف کر دے، کوئی اثر نہیں ہوتا، یہ ذہنیت ہمارے ملک میں پیدا ہو رہی ہے، اور موجود ہے۔ کسی کو کسی سے کوئی مطلب نہیں رہا، بس اپنا مفاد دیکھنا، اپنی خوش حالی کی، اپنے گھر کی، کاروبار کی ترقی اور کامیابی کے سوا کسی چیز سے دلچسپی نہیں، ساری دقت اس وجہ سے پیش آ رہی ہے کہ ذہن اجتماعی وملی نہیں ہے، بلکہ ذہن انفرادی ہے

باقی رہنا مشکل ہے۔

خطرناک ذہنیت

اگر اجتماعی ذہن نہ ہو تو کوئی کچھ نہیں کر سکتا، کسی کو کوئی دلچسپی ہی نہیں ہے، سب اپنے اپنے پیچھے پڑے ہوئے ہیں کہ ہماری اولاد پڑھ جائے اور جلدی سے کام میں لگ جائے اور جلدی سے بڑی آسامی اس کو مل جائے، اس کے علاوہ کسی چیز سے دلچسپی نہیں ہے، یہ بہت خطرناک ذہنیت ہے، اس ذہنیت نے قوموں کے چراغ گل کر دیئے، جہاں یہ ذہنیت طاری ہوئی وہاں کوئی سرپٹک کر رہ جائے، کوئی بڑے سے بڑا مصلح اپنی پوری زندگی صرف کر دے، کوئی اثر نہیں ہوتا، یہ ذہنیت ہمارے ملک میں پیدا ہو رہی ہے، اور موجود ہے۔ کسی کو کسی سے کوئی مطلب نہیں رہا، بس اپنا مفاد دیکھنا، اپنی خوش حالی کی، اپنے گھر کی، کاروبار کی ترقی اور کامیابی کے سوا کسی چیز سے دلچسپی نہیں، ساری دقت اس وجہ سے پیش آ رہی ہے کہ ذہن اجتماعی وملی نہیں ہے، بلکہ ذہن انفرادی ہے، ذہن بالکل شخصی ہے، ایک تو اس کی اصلاح ہونی چاہئے کہ ملت کے مسائل اور دین کے تقاضوں کا درد آپ دل میں پیدا کریں، اگر یہ نہیں تو پھر بہت بڑا خطرہ ہے، پھر نہ کوئی انجمن کچھ کر سکتی ہے اور نہ کوئی ادارہ کر سکتا ہے اور نہ کوئی اعلی سے اعلی مصنف اور واعظ اور مقرر کچھ کر سکتا ہے، خدا کرے آپ اتنی بات سے آگے کی بات سمجھ گئے ہوں۔ (افادات قرآنی)

پی۔ڈی۔ایف۔#محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

ایک چراغ اور بجھا اور بڑھی تاریکی

ایک داعی، ایک فقیہ، ایک مفسر، ایک مدبر

جناب مفتی فضیل الرحمٰن ہلال عثمانیؒ

کچھ یادیں کچھ باتیں

مولانا محمد کلیم صدیقی

مہمان خصوصی بنائے جانے والے عالم دین، مدبر، مفکر، دانشور اور سب سے زیادہ ملت اسلامیہ ہندیہ خصوصا اجڑے پنجاب کے ایک ہوش مند قائد اور رہنما حضرت مولانا مفتی فضیل الرحمٰن ہلال عثمانی، جنھیں کانپتے ہاتھوں سے قلم کو رحمۃ اللہ علیہ اور نور اللہ مرقدہ لکھنا پڑ رہا ہے، ۷/ ربیع الثانی ۱۴۴۱ھ / مطابق ۵/ دسمبر ۲۰۱۹ء کو مالیر کوٹلہ میں انتقال فرما گئے، اور دیوبند کے تاریخی قبرستان مزار قاسمی میں اپنے بزرگ اجداد کے پہلو میں ان کی تدفین ہوئی۔ اور اپنے لاکھوں سوگواروں کو روتا بلکتا چھوڑ کر اپنے کریم و رحیم رب کریم کے حضور اپنی زندگی بھر کی کاوشوں اور خدمات جلیلہ کا اجر عظیم حاصل کرنے کے لئے ہم سے ہمیشہ کے لئے جدا ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

حضرت مولانا مفتی فضیل الرحمٰن ہلال عثمانی دیوبند کے اس عثمانی خاندان کے چشم و چراغ تھے جس نے آسمان علم و ہدایت کو آفتاب و ماہتاب دیئے، وہ بلند پایہ اسلاف اور اجداد اور ایک عظیم خاندان کے قابل ذکر فرزند اور فرد فرید تھے، یوں تو حضرت مفتی صاحب سے اس حقیر کو نوعمری ہی سے مختلف دینی اجتماعات اور اجلاس میں زیارت اور استفادہ کا موقع ملتا رہا، جہاں وہ بحیثیت مقرر تشریف لاتے تھے، مگر زیادہ قرب اور عنایات کا سابقہ اس وقت پڑا جب اس حقیر نے اپنے حضرت والا مفکر اسلام حضرت مولانا علی میاں نور اللہ مرقدہ کے حکم سے تقسیم ملک کے نتیجہ میں اجڑے پنجاب میں ٹوٹی پھوٹی دینی اور دعوتی کوشش شروع کی، کیونکہ موجودہ پنجاب میں صرف مالیر کوٹلہ ایک ایسا شہر ہے جہاں وہاں کے لٹے پٹے مسلمانوں کو کچھ سہارا اور تقویت حاصل ہوئی تھی، اور مالیر کوٹلہ کو الحمد للہ وہاں کے نواب کی گرو گووند سنگھ کے ساتھ ملاقات کی بنا پر اس وقت برباد کرنے سے چھوڑ دیا گیا تھا، اور اب یہ مسلم اکثریت کا ایک شہر ہے، اور مدتوں تک اس شہر کی

قحط الرجال کے اس دور میں جب اداروں کی اتنی کثرت اور طلباء کی بہتات کے باوجود حال یہ ہے کہ، ملک اور اداروں دار العلوم دیوبند، دار العلوم ندوۃ العلماء اور مظاہر علوم جیسے سبھی مرکزی اداروں کو شکایت ہے کہ کسی بھی فن کا کوئی مرکزی استاذ رخصت ہوتا ہے، تو پھر اس کی جگہ پر اس جیسا ماہر استاذ اور عالم دستیاب نہیں ہو پاتا ہے، ایسے دور میں کسی ایسے عالم دین کا رخصت ہو جانا جو دینی علوم کے مختلف شعبوں میں کمال اور علمی تبحر رکھتا ہو، ملت اسلامیہ کے لئے ایک عظیم خسارہ ہے۔ مگر قضا و قدر کے فیصلے کب کسی کا انتظار کرتے ہیں، دیکھتے دیکھتے یہ خبر بھی کانوں نے سن لی اور اخبارات میں آنکھوں نے دیکھ لی کہ ایک زمانہ تک تقسیم ملک کے بعد دینی اور علمی لحاظ سے اجڑے پنجاب کے مفتی پنجاب کی مسند کو زینت بخشنے والے بلکہ پنجاب کی دینی اور علمی شان سمجھے جانے والے، دار العلوم وقف کے صدر مفتی، درجنوں علمی، فقہی اور اپنے فتوؤں میں ماخذ سمجھی جانے والی کئی کتابوں کے مصنف، مسلم پرسنل لا بورڈ کے رکن رکین، کتنی ہی ملی اور دینی تنظیموں اور اداروں کے مشیر، اور ان کی کمیٹیوں کے اہم رکن برصغیر کے علمی، ملی اور سماجی پروگراموں اور بڑے سے بڑے، اور چھوٹے سے چھوٹے اجلاس اور مجلسوں کے صدر الصدور، اور

پی۔ ڈی۔ ایف۔ # محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

دینی عظمت اور مرکزیت حضرت مولانا مفتی فضیل الرحمٰن ہلال عثمانی کی ذات گرامی سے قائم تھی۔

مفتی صاحب نے انتہائی فراخدلی سے اس حقیر اور اس کے رفقاء کی سرپرستی فرمائی اور نہ صرف ہمارے رفقاء کی خدمات کی حوصلہ افزائی فرمائی، بلکہ ہر طرح سے تعاون اور قدردانی فرمائی، علم کے ساتھ اس میں تعمق سے انسان کی فکر بلکہ اس کی ذات میں وسعت پیدا ہوتی ہے، مفتی صاحبؒ کی شخصیت پر کیف بھوپالی کا یہ شعر بالکل صادق آتا تھا:

کیف پیدا کر سمندر کی طرح
وسعتیں، خاموشیاں، گہرائیاں

حضرت مفتی صاحب کو اللہ تعالی نے گوناگوں خصوصیات سے نوازا تھا اور علمی لحاظ سے بھی مختلف صفات میں تحقیقی مقام عطا فرمایا تھا، وہ مفتی پنجاب کے عہدہ کی اپنی فقہی بصیرت کی وجہ سے شان سمجھے جاتے تھے، اخیر میں وہ دارالعلوم وقف کے صدر مفتی کے عہدہ پر تاحیات فائز رہے، ان کی فقہی بصیرت کا ثبوت ان کے اہم ترین موضوعات پر وہ فتاوی ہیں جو اہل افتاء کے لئے ایک ذخیرہ ہیں، ان کی فقہی بصیرت کے لئے ان کی معرکۃ الآراء کتاب ''اسلامی قانون، نکاح طلاق وراثت'' کا ذکر کیا جا سکتا ہے جو انھوں نے مسلم پرسنل لا بورڈ کی ضرورت کے تحت تصنیف فرمائی، اس کتاب کے مطالعہ کے بعد اہل علم کا خیال یہ رہا ہے کہ حضرت مفتی فضیل صاحب اگر کسی اسلامی مملکت میں ہوتے تو یقیناً مملکت اسلامی کے شیخ الاسلام بنائے جانے کے حق دار تھے، اس کے علاوہ بھی ان کی فقہ پر دوسری کتابیں فقہی بصیرت کی آئینہ دار ہیں، وہ تمام فقہی آراء میں قرآن وسنت کو اساس بناتے تھے، مفتی صاحب کے مزاج اور فکر کا اعلیٰ وصف ان کی قرآن وسنت پر اساسی نگاہ تھی، سیرت پاک پر ان کی مایہ ناز تصنیف ''معمار انسانیت ﷺ'' اس حقیر کی نگاہ میں اردو میں لکھی گئی سیرت کی کتابوں میں اپنا خاص مقام رکھتی ہے، خصوصا موجودہ زمانہ میں غیر مسلم اقوام کو سیرت کا تعارف کرانے اور دعوتی نقطہ نگاہ سے اس کتاب کی نظیر مشکل سے ملے گی، تفسیر کے موضوع پر ان کی تفسیر ''نور القرآن'' انتہائی عام اور سلیس زبان میں دعوتی نقطہ نظر سے لکھی گئی تفسیر ہے، اس کے علاوہ زمانہ کے حالات خصوصا ملت اسلامیہ کے عالمی حالات، اور خاص کر ہندوستان کے حالات پر ان کی بڑی گہری نظر تھی، جس پر ان کی تصنیفات اور مضامین ملت کے لئے ایک قیمتی دستاویز ہیں، ان کی تحریروں اور تقریروں میں بڑا اعتدال وتوازن اور ٹھہراؤ ہوتا تھا، جذباتیت انفعال ان کے پاس کو بھی نہ پھٹکتا تھا، وہ تقریر بھی بہت ہی سنجیدہ علمی انداز میں فرماتے تھے، جس میں جوش وجذبات کا تلاطم وغیرہ نہیں ہوتا تھا، وہ ملک کے چوٹی کے مایہ ناز علماء، مقررین اور مشاہیر میں شمار ہوتے تھے، اور بڑے بڑے اجلاس اور کانفرنسوں میں صدر اجلاس اور مہمان خصوصی کے طور پر بلائے جاتے تھے، اس کے باوجود ہمارے رفقاء جو پنجاب میں ٹوٹی پھوٹی دعوتی اور دینی خدمات انجام دے رہے ہیں ان کو کسی چھوٹے سے گاؤں کے کسی چھوٹے سے مکتب کی تقریب میں مدعو کر لیتے، تو اگر ممکن ہوتا یعنی پہلے سے ان کا کہیں اور پروگرام نہ ہوتا تو وہ فورا تیار ہو جاتے اور ضرور تشریف لاتے، آخری عمر میں وہ کافی زمانہ سے علیل تھے، اور ان کو پیشاب کا عارضہ بھی ہو گیا تھا جس کی وجہ سے انھیں مشکل پیش آتی تھی، مگر وہ ہمارے پروگراموں میں تشریف لاتے رہے، ان کی بے تکلفی کی جو بات اس حقیر کے دل کو چھوتی تھی، یہ تھی کہ اتنے بڑے عالم دین اور ملکی قائد ہونے کے باوجود وہ بڑی مشکل سے وقت نکال کر بیماری، مصروفیات اور عوارض کے باوجود تشریف لاتے اور کبھی اجلاس میں مقررین کی زیادتی ہو جاتی، یا کوئی مقرر وقت زیادہ لے کر وقت کو تنگ کر دیتا تو مدرسے والے لوگ حضرت مفتی صاحب سے معذرت کرنے کے لئے آتے کہ آپ صرف دس منٹ یا پندرہ منٹ بات فرمالیں، تو ان کے ماتھے پر شکن نہ آتی اور جلسہ میں کسی بھی وقت تقریر کے لئے کہا جاتا، چاہے ابھی مجمع

پی۔ڈی۔ایف۔#محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

جمع بھی ہوا نہ ہو، وہ بے تکلف بیان فرماتے اور جلسہ کے منتظمین کے نظم کے مطابق بات فرماتے اور کبھی ناراضگی یا ناگواری کا اظہار نہ فرماتے، اور کام کرنے والوں کی حوصلہ افزائی فرماتے۔

اس حقیر کے لئے ان کی شخصیت کا سب سے دلکش پہلو یہ ہے کہ مختلف علوم وفنون میں مہارت رکھنے کے باوجود وہ اصلا اور فطرتاً ایک داعی تھے، اور اپنی دعوتی فطرت کی وجہ سے وہ اس حقیر اور رفقاء کی دعوتی کوششوں کے بڑے قدرداں اور سرپرست کی حیثیت سے ہر وقت کھڑے رہتے تھے، ہمیشہ بہت ہی کشادہ دلی کے ساتھ اس کا اظہار فرماتے، ارمغان کو بہت پابندی کے ساتھ پڑھتے اور اس کے مضامین کی قدر فرماتے تھے، اور اس کے مضامین پر تبصرہ فرماتے تھے، ممبئی میں وہاں کے کچھ سماجی اور ملی درد رکھنے والوں نے ایک بیت المال بنا کر زکوۃ جمع کر کے اس کو مختلف مصارف میں خرچ کرنے کا ایک نظام بنایا تو اس کے افتتاح کے لئے ایک بڑا پروگرام رکھا، جس کی صدارت جانشین حکیم الاسلام حضرت مولانا محمد سالم قاسمی نور اللہ مرقدہ نے فرمائی، اور مولانا توقیر رضا خاں صاحب بریلوی، مولانا کلب جواد اور مفتی فضیل الرحمٰن ہلال عثمانی کے ساتھ مختلف طبقات کے علماء کو جمع کیا، اس حقیر کو بھی اپنا سبق سنانے کے لئے بالاصرار مدعو کیا گیا، مفتی صاحب اسٹیج پر اس حقیر کے برابر میں تشریف فرما تھے، اس حقیر نے سبق کے طور پر جو بات عرض کی، اس میں یہ بھی تھا کہ ہم جب مزاج نبوت اور نبی ﷺ کی شریعت کا مزاج دیکھتے ہیں تو ہمیں ایسا لگتا ہے کہ دین اسلام ہمیں زکوۃ لینے کے لئے حساس ہونے کے مقابلہ میں، زکوۃ دینے والے پیدا کرنے کی ترغیب دیتا ہے، اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: الید العلیا خیر من الید السفلیٰ، دینے والا ہاتھ لینے والے ہاتھ سے بہتر ہے، اور اللہ کے رسول ﷺ نے صحابہ کا ایسا مزاج بنایا تھا، کہ زکوہ دینے والے فکر کرتے تھے، نہ کہ لینے والے لینے کی فکر کرتے، اور حضرت عمر ابن عبد العزیز کے دور میں اتنی بڑی مملکت اسلامی میں دور دور تک زکوۃ لینے والے مسلمان نہیں ملتے تھے، اس لئے زکوۃ بیت المال میں جمع کی جانے لگی تھی، اس ضمن میں اس حقیر نے یہ بھی عرض کیا کہ سورۃ المومنون میں اہل ایمان، جن کی فلاح کا اللہ کے یہاں وعدہ ہے ان کی جو صفات ذکر کی گئی ہیں ان میں ایک صفت یہ بھی ارشاد فرمائی گئی ہے:

والذین ھم للزکوٰۃ فاعلون

یعنی اہل ایمان زکوۃ کے فاعل بنتے ہیں مفعول نہیں

یعنی وہ زکوۃ دینے والے بنتے ہیں لینے والے نہیں، اسلام میں اختیاری حالت میں زکوۃ لینا پسندیدہ نہیں بلکہ ناپسندیدہ ہے، صرف اضطراری حالت میں زکوۃ لینے کی اجازت ہے، میری بات ختم ہوئی، تو میں نے دیکھا کہ مفتی صاحب بالکل وجد میں تھے، میرا ہاتھ پکڑتے اور دباتے اور بار بار کہتے: واہ مولانا واہ، مزا آ گیا، نہ کبھی یہ پڑھا نہ سنا، آپ نے کیا قرآن کے معانی کھول دیئے، سبحان اللہ، بار بار آیت شریفہ پڑھتے رہے:

والذین ھم للزکوٰۃ فاعلون

واہ واہ، زکوۃ کے لئے فاعل بنتے ہیں، مفعول نہیں

یہ بات ایک داعی کی ہی سمجھ میں آسکتی ہے، پھر فرمانے لگے میں کہا کرتا ہوں کہ قرآن وسیرت صرف میدان دعوت میں ہی سمجھ میں آسکتے ہیں، اور میدان دعوت میں کام کرنے والا داعی ہی قرآن وسیرت کو صحیح طور پر سمجھ سکتا ہے اور سمجھا جا سکتا ہے۔

دعوت کے عنوان پر ان کے بہت سے رسائل، مختلف مضامین اخبارات وغیرہ میں، زندگی بھر چھپتے رہے، اور دعوتی فکر کی وجہ سے وہ نہ صرف ملت کے مختلف مکاتب فکر کے اسٹیج کی زینت ہوتے، بلکہ بہت سے غیر مسلم سماجی، رفاہی اور مذہبی پروگراموں میں بھی ان کو بڑی وقعت اور قدردانی کے ساتھ بلایا جاتا تھا اور ان کی باتوں کا وزن محسوس کیا جاتا تھا۔

موجودہ دور میں جب ملت اسلامیہ ہندیہ کو خاص طور پر غیر جذباتی، اور ایسے صائب الرائے عالم اور معتمد فقہاء کی شدید

پی۔ڈی۔ایف۔#محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

ضرورت ہے، مفتی فضیل الرحمٰن عثمانیؒ جیسے اعتدال پسند، دور اندیش، داعی اور فقیہ کا سانحہ ارتحال، ملت کے لئے عظیم خسارہ ہے اللہ تعالی اپنے فضل سے حضرت مفتی صاحب کا ملت کو نعم البدل عطا فرمائے اور ان کی بال بال مغفرت فرما کر اعلیٰ علیین میں اپنا خاص الخاص مقام عطا فرمائے، ادارہ ارمغان اور تحریک ارمغان کے لئے وہ ہر وقت حوصلہ افزائی اور قدر دانی کرنے والے دعا گو سرپرست تھے، ادارہ ارمغان اپنے قارئین سے مفتی صاحب کے لئے دعائے مغفرت اور ایصال ثواب کی درخواست کرتا ہے، اور مفتی صاحب کے اہل خانہ اور پس ماندگان کی خدمت میں ہدیہ تعزیت پیش کرتا ہے۔

مفتی سعید احمد پالن پوری کے صاحب زادہ حافظ سعید احمد کا انتقال

۲۶/نومبر ۲۰۱۹ء کو دار العلوم دیوبند کے شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی سعید احمد پالن پوری دامت برکاتہم کے صاحب زادہ حافظ سعید صاحب کا سورت شہر میں شام ساڑھے چار بجے، پچاس برس کی عمر میں زینب اسپتال میں انتقال ہوگیا، مرحوم کافی دنوں سے علیل تھے اور کومہ میں چلے گئے تھے، اس موقع پر حضرت مفتی سعید احمد صاحب وہیں ایک ہفتہ قبل سے اپنے صاحب زادہ کے پاس موجود تھے، مفتی صاحب کے ایک بڑے صاحبزادہ عبد الرشید صاحب کا اس سے قبل ۱۹۹۶ء میں انتقال ہوگیا تھا، اس طرح اس بیٹے کے انتقال سے انھیں دوسرا بڑا صدمہ پہنچا ہے، مرحوم کے پسماندگان میں دو بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں۔

اس موقع پر یہ حقیر اور اس کے تمام رفقاء مفتی صاحب کے تمام اہل خاندان کے غم میں شریک ہیں اور ان کی خدمت میں تعزیت مسنونہ پیش کرتے ہیں، اور اپنے تمام اہل تعلق سے ان کے لئے زیادہ سے زیادہ ایصال ثواب اور دعائے مغفرت کی درخواست کرتے ہیں۔

ملی درد رکھنے والے صحافی حفیظ نعمانی کی رحلت

۱۰/ربیع الثانی/مطابق ۸ دسمبر کو اردو کے ایک جید صحافی محترم جناب حفیظ نعمانی کا سہارا اسپتال میں حادثہ وفات پیش آیا، وہ پچھلے چند دنوں سے شدید بیمار تھے، وہ اردو صحافیوں کی اس نسل کے آخری چراغ تھے جس نے آزادی کے بعد ہندوستانی مسلمانوں کی رہنمائی کا فریضہ انجام دیا، انھوں نے سچ لکھنے کی پاداش میں قید و بند کی صعوبتیں بھی برداشت کیں، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے اقلیتی کردار کی تحریک کے دوران ندائے ملت کا مسلم یونیورسٹی نمبر شائع کرنے کی پاداش میں انہیں گرفتار کیا گیا تھا، اور کئی مہینے جیل میں رہے تھے، محترم حفیظ نعمانی مرحوم، حضرت مولانا محمد منظور نعمانی نور اللہ مرقدہ کے فرزند ارجمند تھے، اور مشہور داعی مولانا خلیل الرحمٰن سجاد نعمانی کے حقیقی بھائی تھے، انھوں نے کئی اخبارات و جرائد کی ادارت کے فرائض انجام دیئے، کئی برسوں سے ملک کے مشہور روزناموں میں ان کے بے باک مضامین تواتر کے ساتھ شائع ہو رہے تھے، زبان و بیان کے ساتھ ملک و ملت کی تاریخ پر بھی ان کی گرفت بے حد مضبوط تھی۔

ادارہ ارمغان اس حادثہ پر اپنے شدید دکھ کا اظہار کرتا ہے، اور ان کے پسماندگان اور اعزاء سے اظہار تعزیت کرتا ہے۔

جامعہ اسلامیہ ریڑھی تاج پورہ، سہارن پور کے شیخ الحدیث حضرت مولانا عاشق الٰہی قاسمی کا انتقال

۲۹/نومبر کو جامعہ اسلامیہ ریڑھی کے شیخ الحدیث حضرت مولانا عاشق الٰہی صاحب کا حادثہ وفات، صرف ایک فرد کا حادثہ نہیں بلکہ یہ انسانیت، مروت، اخلاق و کمالات، اور اسلامی اوصاف سے متصف ایک دور کا سانحہ ہے، ایسے نیک اور سچے لوگ اس دور میں اب کہاں ملتے ہیں، اللہ تعالی بال بال مغفرت فرمائے اور ادارہ اور ملت کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے، یہ حقیر اہل خانہ اور جامعہ کے ذمہ داران کی خدمت میں تعزیت پیش کرتا ہے۔

پی۔ڈی۔ایف۔#محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

ترمیم شدہ قانونِ شہریت اور ہماری ذمہ داریاں

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی

مسلمانوں کے لئے یہ بات کافی نہیں ہے کہ وہ خود ظلم کرنے سے بچا رہے؛ بلکہ اپنی طاقت بھر ظلم کو روکنا اور انسانیت کو ناانصافی سے بچانا بھی ضروری ہے؛ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کسی برائی کا چرچا، اس کا ذکر، اس کو پھیلانا اور لوگوں تک پہنچانا ایک گناہ اور ناپسندیدہ عمل ہے: اسی لئے لوگوں کی کمزوریوں پر پردہ رکھنے کا حکم دیا گیا ہے؛ لیکن اس سے ایک صورت مستثنیٰ ہے، اور وہ یہ ہے کہ اگر کسی انسان پر ظلم کیا جائے تو اس کو اس کے خلاف آواز بلند کرنی چاہئے، نہ یہ کہ انسان اپنے ہونٹوں پر مہر لگالے اور مظلوم کو ظالم کے حوالے کردے کہ وہ اس کے ساتھ جو سلوک کرنا چاہے، کرے؛ کیوں کہ اس سے ظالم کے ہاتھ لمبے ہوتے چلے جاتے ہیں، اور مظلوموں کی مظلومیت میں اضافہ ہوتا جاتا ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: **لا یحب اللہ الجھر بالسوء من القول إلا من ظلم** (نساء:۱۴۸) یعنی اللہ تعالیٰ بری بات کو باآواز بلند کہنے اور پھیلانے کو پسند نہیں کرتے ہیں، سوائے اس کے کہ کسی پر ظلم کیا جائے، تو اس کو اپنی آواز بلند کرنی چاہئے، ظلم کبھی افراد واشخاص کی طرف سے پیش آتا ہے اور کبھی حکومت کی طرف سے، اگر حکومت ظالمانہ رویہ اختیار کرے تو اس کے خلاف آواز اُٹھانا اور زیادہ اہم ہے؛ کیوں کہ حکومتیں ہوتی ہی ہیں امن وامان اور عدل وانصاف قائم کرنے کے لئے، اگر وہی آمادۂ ظلم ہوجائیں تو یہ ایسا ہی ہوگا جیسے چوکیدار خود چوری کرنے لگے، یہ ظلم بھی ہے اور اپنے فریضہ سے کوتاہی بھی، بہ حیثیت مسلمان ہماری ذمہ داری ہے کہ مسلمانوں پر یا ملک کے کسی بھی گروہ پر ظلم ہو تو مسلمان قانون کے دائرہ میں رہتے ہوئے اور امن وامان کا خیال رکھتے ہوئے اس کا مقابلہ کریں اور اس سے راہ فرار اختیار نہ کریں؛ اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جہاد کی سب سے افضل شکل یہ ہے کہ ظالم حکمراں کے سامنے انصاف اور سچائی کی بات پیش کی جائے **أفضل الجهاد كلمة الحق عند سلطان جائر** (مسند احمد، حدیث نمبر:۱۱۱۴۳) اور اگر ظالموں کو آئینہ دکھانے اور ان کے پنجے تھامنے میں صبر وآزمائش کے مرحلے سے گزرنا پڑے تو اسے برداشت کیا جائے کہ یہ انبیاء کرام اور خود رسول اللہ ﷺ کا شیوہ رہا ہے، اگر اللہ چاہتے تو انبیاء کے قدسی گروہ کو ابتلاؤں اور آزمائشوں سے گزارا نہیں جاتا، اور تکلیفوں ومشقتوں کی بھٹیوں میں اللہ کی طرف سے انہیں تپایا نہ گیا ہوتا۔

مؤمن کا شیوہ یہ نہیں ہونا چاہئے کہ وہ ظلم کے سامنے سر جھکاتا چلا جائے؛ بلکہ اس سے یہ کردار مطلوب ہے کہ جو لوگ امن وانصاف پر قائم ہوں، ان کے لئے تو وہ ریشم سے زیادہ نرم ہو، اور جو لوگ ظلم وجور پر کمر بستہ ہوں، ان کے لئے وہ شمشیر برہنہ ہو، اس راہ میں اگر اسے انگاروں پر چلنا پڑے تو یہ بھی اس کے لئے پھولوں کی سیج ہے؛ کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اپنے دین، اپنی عزت وآبرو اور اپنے مال واسباب کی حفاظت میں مارا جائے وہ شہید ہے: **من قتل دون ماله فهو شهيد، ومن قتل دون أهله فهو شهيد، ومن قتل دون دينه فهو شهيد ومن قتل دون دمه فهو شهيد** (مسند احمد، حدیث:۱۶۵۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ یہ رہا ہے کہ آپ کسی ظلم کو دور کرنے کے لئے سماج کے تمام طبقوں کو ساتھ لے کر چلتے تھے، مکہ مکرمہ میں نبی بنائے جانے سے پہلے کچھ لوگوں نے انصاف قائم کرنے اور ظلم کو روکنے کے لئے ’’حلف الفضول‘‘ کے نام سے تنظیم بنائی، مکہ میں اس تنظیم کی بڑی اہمیت تھی؛ کیوں کہ وہاں نہ کوئی گورنمنٹ تھی، نہ عدالت تھی، نہ پولیس اور فوج کا شعبہ تھا،

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

وہاں اس تنظیم کی حیثیت سخت تاریک رات میں امید کے ایک چراغ کی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم پوری دلچسپی کے ساتھ اس میں شریک ہوئے، اور بعد کو جب مکہ فتح ہوگیا، مسلمان غالب آگئے، اس وقت بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ اگر کوئی مجھے اس کام کی طرف دعوت دے تو میں لبیک کہوں گا: **ولو دُعیت به الیوم لأجبت** (مسند بزار، حدیث نمبر:۱۰۲۴)

مسلمانوں نے جب اپنا گھر بار چھوڑ کر مکہ سے ہجرت کی اور اپنے دین کو بچانے کے لئے غریب الوطنی کو برداشت کرلیا، تب بھی اہل مکہ کی آتشِ غضب بجھ نہ پائی اور وہ بار بار مدینہ پر یلغار کرتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شروع سے اس کا احساس تھا؛ اس لئے آپ نے مدینہ کے یہودیوں کو ساتھ لیتے ہوئے منصوبہ بندی کی کہ اگر اہل مکہ حملہ کریں تو ہم سب مل کر دفاع کریں گے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کے کئی غیر مسلم قبائل سے معاہدہ فرمایا، اور ان کو اپنا حلیف بنانے میں کامیابی حاصل کی، مقصد یہی تھا کہ اہل مکہ کے مظالم کو روکا جائے، اس سے یہ سبق ملتا ہے کہ ہمیں ہندوستان جیسے سیکولر ملک میں برادران وطن کو ساتھ لے کر حکومت کے ظالمانہ اقدامات کو روکنا چاہئے، ابھی شہریت بل کے سلسلہ میں ملک کے انصاف پسند لوگوں، دانش وروں، تعلیم گاہوں میں پڑھنے والے طلبہ وطالبات اور سیاسی قائدین نے جس حوصلہ کے ساتھ احتجاج کیا ہے، وہ قابل تحسین ہے، اللہ تعالیٰ انہیں بہتر بدلہ عطا فرمائے۔

جب یہ بات واضح ہوگئی کہ بہ حیثیت مسلمان کسی بھی ظالمانہ قانون کے خلاف آواز اُٹھانا ہمارا شرعی فریضہ ہے اور رسول اللہ ﷺ کا اسوہ سامنے آگیا کہ ایسے کاموں میں برادران دین کے ساتھ ساتھ برادران وطن کو بھی ساتھ لینا چاہئے تو آیئے اس پس منظر میں قانون شہریت بل میں ہونے والی ترمیم اور ممکنہ طور پر آئندہ آنے والے NRC کے بارے میں غور کیا جائے!

ملک کے تمام انصاف پسند شہری کہہ رہے ہیں کہ یہ قانون نامنصفانہ اور سیکولر اقدار کے خلاف ہے؛ اس لئے کہ یہ ایک غیر دستوری قانون ہے، جن لوگوں نے بھی یہ بات کہی ہے، ان کی بات صد فیصد درست ہے، دستور ہند کا ایک حصہ بنیادی حقوق سے متعلق ہے، یہ ہمارے دستور کی روح ہے اور پارلیمنٹ کو بھی اس کے خلاف قانون سازی کا حق حاصل نہیں ہے، اس کی دفعہ ۱۴ کے مطابق ملک کی تمام اکائیوں کے ساتھ مساویانہ سلوک کیا جائیگا کسی قسم کی تفریق نہیں کی جائے گی، اور دفعہ ۱۵/۱ اس کو مزید واضح کرتی ہے کہ مذہب یا کسی اور وجہ سے ملک کے دو شہریوں یا شہریوں کے دو گروہوں کے درمیان کوئی امتیاز نہیں کیا جاسکتا۔

اب اس قانون کو دیکھئے کہ حکومت کے دعویٰ کے مطابق یہ پڑوسی ملکوں کی مظلوم اقلیتوں کو پناہ دینے کے لئے ہے؛ لیکن سوال یہ ہے کہ اس کے دائرہ کو پاکستان، افغانستان اور بنگلہ دیش تک محدود کرنے کی کیا وجہ ہے، ہندوستان ایک سپر طاقت کی حیثیت حاصل کرنا چاہتا ہے، اور ایسا ہو جائے تو یقیناً ہم سب کے لئے خوشی اور فخر کی بات ہوگی؛ لیکن دنیا کی سب سے بڑی طاقت امریکہ کی مثال ہمارے سامنے ہے، جہاں دنیا بھر کے مظلوموں کو پناہ دی جاتی ہے، اور صرف ان کو نہیں جو مذہب کی بنیاد پر ستائے گئے ہوں؛ بلکہ ایسے مظلوموں سے زیادہ تعداد سیاسی مظلومین کی ہے، تو اگر حکومت مظلوموں کا درد محسوس کرتی ہے تو اس کو پڑوسیوں تک محدود کرنے کے کیا معنی ہیں؟ اور اگر پڑوسیوں ہی کی فکر کرنی ہے تو نیپال، سری لنکا، برما اور بھوٹان کی مظلوم اقلیتوں کو کیوں شامل نہیں کیا گیا؛ حالاں کہ جتنے مظالم برما کے بنگلہ بولنے والے ہندوؤں اور مسلمانوں پر ہوئے ہیں، یا سری لنکا کے تمل ہندو اور مسلم اس کا شکار ہوئے ہیں، افغانستان، پاکستان اور بنگلہ دیش کے مظلوم ان کے مقابلہ بہت کم ہیں، اور ان کے ساتھ اس درجہ کے مظالم غالباً روا نہیں رکھے گئے، ایسا بھی ہوسکتا ہے کہ افغانستان، پاکستان اور بنگلہ دیش میں مسلمانوں کا کوئی فرقہ حکومت کے مظالم کا شکار ہو، تو کوئی وجہ نہیں کہ ان سب کو

پی۔ڈی۔ایف۔#محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

جانبدارانہ طور پر شہریت سے باہر رکھا جائے۔

پھر یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ بنگلہ دیش سے جو لوگ آئے، 1971ء میں خود ہمارے ملک نے ان کو آنے کی اجازت؛ بلکہ دعوت دی، افغانستان کی سرحد ہمارے ملک سے نہیں ملتی ہے، ہمارا ملک خود طالبان کے ابھرنے کے بعد سے افغانی مہاجرین کو پناہ دے رہا ہے، اور ان کی حوصلہ افزائی بھی کرتا ہے، موجودہ پاکستان کے شہریوں نے تو 1947ء کے بعد ہی سے ہندوستان کی طرف دیکھنا چھوڑ دیا، بنگلہ دیش کی صورت حال یہ ہے کہ اِس وقت اس کی معاشی حالت ہندوستان سے بہتر ہے، اور کوئی ناسمجھ بنگلہ دیشی ہی ہوگا جو اپنے ملک کو چھوڑ کر ہمارے ملک کا رُخ کرے، تو ایسی صورت میں یہ قانون بالکل بے معنیٰ معلوم ہوتا ہے، آپ جن کو روکنا چاہتے ہیں وہ یا تو آپ کے بلائے ہوئے ہیں، یا وہ خود آنا نہیں چاہتے، پھر یہ کہ افغانستان و بنگلہ دیش سے ہندوستان کے بہت ہی بہتر تعلقات ہیں، اگر حکومت کے علم کے مطابق ان ملکوں سے بڑی تعداد ہمارے ملک میں غیر قانونی طور پر مقیم ہے تو حکومت کو چاہئے کہ ان ملکوں سے رابطہ کرے اور جن شہریوں کو وہ گھس پیٹھیا سمجھتی ہے، دلائل وشواہد کے ساتھ ان کے معاملہ کو وہاں کی حکومتوں کے سامنے رکھے؛ اور اس کا حل نکالے۔

سب سے اہم مسئلہ NRC کا ہے، جس کا مقصد صرف مسلمانوں کو بے وطن کرنا ہے، اس سلسلہ میں ہمیں تین سطحوں پر کوشش کرنی چاہئے: اول یہ کہ NRC کی نوبت نہیں آئے، کئی ریاستی حکومتوں نے اعلان کر دیا ہے کہ وہ اپنے یہاں اسے نافذ نہیں کریں گی؛ اس لئے مسلمانوں کو چاہئے کہ اپنی اپنی ریاستوں میں اثر ورسوخ استعمال کرتے ہوئے حکومت کو اس پر آمادہ کریں اور جہاں ضرورت ہو امن وقانون کے دائرہ میں رہتے ہوئے اور غیر مسلم بھائیوں کو ساتھ لے کر احتجاج کریں، اس احتجاج میں نہ کوئی خلافِ قانون کام کریں؛ تاکہ وہ قانون کی نظر میں مجرم نہ ہوں، نہ سرکاری اور عوامی املاک کو نقصان پہنچائیں کہ یہ اپنے آپ کو نقصان میں ڈالنا ہے، اور نہ اس کو ہندو مسلم مسئلہ بننے دیں، جیسے نعرہ تکبیر وغیرہ نہ لگائیں؛ بلکہ ''دستور بمقابلہ حکومت'' کے عنوان سے اپنا کیس پیش کریں، بحمد اللہ اس وقت جو احتجاع ہو رہا ہے، اس میں بڑی حد تک اس کا خیال رکھا گیا ہے؛ مگر آئندہ اور احتیاط کی ضرورت ہے؛ ورنہ بعض غیر سماجی عناصر احتجاج میں شریک ہو کر اس کے اصل مقصد ہی کو تباہ کر کے رکھ دیں گے۔

دوسرے: NRC کے لئے کیا شواہد معیار ہوں گے، ان کے لئے حکومت سے بات کی جائے، اور ضرورت ہو تو کورٹ سے رجوع کیا جائے، ثبوت وشواہد کے سلسلہ میں یہ بات رکھی جائے کہ جتنے ڈاکومنٹ گورنمنٹ جاری کرتی ہے اور ان کا ویری فکیشن کراتی ہے، ان میں سے کسی بھی دستاویز کو کافی سمجھا جائے، جیسا کہ ابھی چند دنوں پہلے ممبئی ہائی کورٹ کا فیصلہ آیا ہے کہ ووٹر آئی ڈی اور پاسپورٹ ثبوتِ شہریت کے لئے کافی ہیں، اسی طرح یہ بات بھی اُٹھائی جائے کہ عرفی ناموں کے بعض الفاظ کو ایک سے زیادہ طریقہ پر انگریزی یا ہندی میں لکھا جاتا ہے، یا مسلم سماج میں اصل نام کے ساتھ عرفی نام بھی لکھے جاتے ہیں، ان کو دستاویزات میں ٹکراؤ نہ سمجھا جائے، یہ ناواقفیت کی وجہ سے ہے، اور یہ خود سرکاری عملہ کا قصور ہے۔

تیسرا ضروری کام یہ ہے کہ تمام سرکاری دستاویزات کو جلد سے جلد حاصل کیا جائے اور ان میں اصلاح کی ضرورت ہو تو کی جائے، یہ کام افراد کو بھی کرنا چاہئے اور مسلم تنظیموں، جماعتوں اور اداروں کو تعاون کرنا چاہئے، اس غلط فہمی میں نہیں رہنا چاہئے کہ ملک کے معاشی حالات خراب ہیں اور NRC کی تنفیذ میں کافی اخراجات ہیں؛ اس لئے حکومت ایسا قدم نہیں اُٹھا سکتی، اس طرح کی امید اُس حکومت سے رکھی جا سکتی ہے، جو حقیقت میں عوام کی خیر خواہ ہو، محبّ وطن ہو اور عقل سے کام لینا جانتی ہو، جس حکومت کا مقصد عوام کے ایک مخصوص طبقہ کو پریشان کرنا ہو، اس سے نہ انصاف کی امید کی جا سکتی ہے اور نہ سنجیدہ فیصلہ کی!

پی۔ڈی۔ایف۔#محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

دعوت دین

ایک اہم فریضہ

مولانا محمد مونس قاسمی، قصبہ محمدی ضلع لکھیم پور (یوپی)

اللہ تعالیٰ نے اس امت کو امت دعوت بنا کر بھیجا اور اس کا خاص وصف یہ قرار دیا کہ وہ انسانیت کو سیدھے راستہ کی طرف بلائے، چنانچہ ارشاد ہوا: ''کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر ''تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لیے برپا کی گئی ہو، تم بھلائی کا حکم دیتے اور برائی سے روکتے ہو۔ نیز فرمایا: ''وَکذلک جعلنا کم امۃ وسطا لتکونوا شھداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شھیدا'' اور اسی طرح ہم نے تم کو درمیانی و معیاری امت بنایا تاکہ تم لوگوں پر گواہ (اور ان پر نظر رکھنے والے) ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم پر گواہ ہوں۔

چنانچہ یہ ایک معتدل، معیاری اور لوگوں کی گواہ اور ان پر نظر رکھنے والی امت ہے، دیگر انسانی گروہوں پر نظر رکھنے اور ان کی غلط کاریوں کی نشاندہی کرنے والی امت ہے، اس کو یہ منصب دیا گیا ہے تو اس کا فرض بنتا ہے کہ اس منصب کا حق ادا کرے۔

دعوت اسلامی کے تناظر میں اگر ہم ہندوستان کا جائزہ لیں تو یہاں دعوت کے امکانات دوسرے خطوں کے مقابلہ میں زیادہ ہیں۔ اس کی چند وجوہ ہیں:

الف: ہندوستان کی مٹی میں حد درجہ جذبہ احسان مندی پایا جاتا ہے، خصوصاً ہمارے برادرانِ وطن ہندو قوم کے اندر یہ جذبہ احسان مندی اس درجہ موجود ہے کہ یہ قوم اپنے محسن اور بہی خواہ کے سامنے ماتھا ٹیک کر جذبہ منت شناسی کے غلو میں اس کی پوجا کرنے لگتی ہے۔

ب: اس ملک کی مٹی میں مذہب سے والہانہ تعلق اللہ تعالیٰ نے رکھا ہے اور مذہب پر قربان ہونے کا جذبہ حد درجہ اس ملک کے لوگوں میں پایا جاتا ہے، انسان مذہب کے تئیں قربانی خدا کی خوشنودی کے لیے دیتا ہے، اگر اس قوم کے لوگوں کو یہ باور کرایا جائے کہ شرک اور بت پرستی کا یہ راستہ جس کے لیے آپ قربانی دے رہے ہیں، غلط بلکہ اللہ تعالیٰ کو انتہا درجہ ناراض کرنے والا ہے، اللہ کو راضی کرنے کی راہ صرف اسلام ہے، تو یہ قوم اسلام کے لیے کہیں زیادہ قربانی دینے کو تیار ہو جاتی ہے۔

ج: اس ملک کے خمیر میں روحانیت رچی بسی ہے اور اسلام کی حقانیت اور روحانیت کا تعارف اس قوم کے لیے بڑا پرکشش ہوتا ہے۔

د: ایک بڑا اہم پہلو یہ ہے کہ برادرانِ وطن ہندو قوم میں اکثر افراد محض رسمی ہندو ہیں اور شعوری ہندو اس ملک میں برائے نام ہیں، چنانچہ جناب مولانا کلیم صدیقی صاحب (مشہور داعی و مبلغ) بیان فرماتے ہیں کہ ''راقم سطور سے ہندوستان میں ہندو قوم کی مرکزی مذہبی کتابوں، ویدوں پر سند سمجھے جانے والی شخصیت جناب پنڈت راجندر پرشاد شرما نے بڑی ذمہ داری سے یہ بیان کیا کہ ہمارے ملک میں دسیوں ہزار میں سے کوئی ایک آدھ ہندو اپنی مرکزی مذہبی کتاب ویدوں کے درشن کر پاتا ہے اور لاکھوں میں ایک، دو ویدوں کا پاٹھ کر پاتے ہیں اور اخیر میں بڑے اعتماد کے ساتھ یہ بات بتائی کہ پورے ملک میں جہاں ایک ارب کی آبادی ہے ایک سو سے زیادہ ویدوں کو سمجھنے والے لوگ نہیں ہیں، گویا ایک کروڑ میں ایک ویدوں کو سمجھنے والا ہے، انھوں نے یہ بھی کہا کہ سچی بات یہ ہے کہ شعوری طور پر کوئی ہندو رہ بھی نہیں سکتا۔ (اور کیوں نہ ہو جبکہ یجروید جیسی قدیم کتاب میں اس طرح کے منتر موجود ہیں کہ ''خدا کی مورت و شکل نہیں ہے۔'' یجروید ۳-۲۳،

پی۔ڈی۔ایف۔#محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

بحوالہ ہندوازم) اس کا مطلب یہ ہوا کہ اس قوم کا اپنے مذہب سے تعلق بہت رسمی ہے، اس لیے اس قوم میں دعوت کا کام بہت آسان ہے۔'' (افکار، اگست ۲۰۰۷ء)

دعوتی عمل کا کوئی متعین طریقہ نہیں، یہ داعی کی اپنی صواب دید پر ہوتا ہے کہ حکمت و موعظت حسنہ کے ساتھ کس مزاج و ماحول میں کیا طریقہ کارمفید ہوگا، تاہم بطور نمونہ چند امور پیش ہیں

داعی کے لیے پہلا قدم مدعو سے تعارف اور دوستی ہے۔ تعارف حاصل کرنا آسان بھی ہے۔ روزمرہ کی زندگی میں جن برادرانِ وطن سے ملنا جلنا ہوتا ہے ان میں سے دو تین افراد کا انتخاب کرلیا جائے، مثلاً پڑوس یا محلّہ میں یا سفر کے دوران یا کسی تقریب اور پروگرام میں ملاقات ہوئی ہو، وغیرہ۔

ابتدائی تعارف میں داعی اور مدعو کے درمیان نام و رہائش، تعلیم، پیشہ، گھر اور خاندان سے متعلق موٹی موٹی تفصیلات پر مشتمل معلومات کا تبادلہ خیال آپس میں ہوسکتا ہے، داعی ملاقاتوں و روابط کے اس سلسلہ کو جاری رکھے۔ ابتدا میں اگر اسلام پر راست گفتگو نہ ہوسکے تو کوئی حرج نہیں ہے ایسی ملاقاتیں اور روابط بے کار ثابت نہ ہوں گے۔ دراصل مسلمانوں اور برادران وطن کے درمیان جو دوری اور خلیج پائی جاتی ہے اسے دور کرنے کے لیے اس طرح کے روابط ضروری ہیں۔

اس دوران دعوتی گفتگو یا مطالعہ کے لیے مختصر کتابچے وغیرہ دیئے جاسکتے ہیں، گفتگو زیادہ تر اصولی باتوں پر مرکوز ہونی چاہیے، قرآن نے مدعوئین سے گفتگو کے سلسلہ میں ایک اہم رہنمائی کلمہ مشترک کی تلاش اور اس پر گفتگو کرنے کے بارے میں دی ہے۔ مثلاً مدعو خدا کو مانتا ہے۔ داعی اس نکتہ پر گفتگو کرکے اسلام کے تصور توحید، ایمان باللہ اور اس کے عملی تقاضوں کو حکمت کے ساتھ پیش کرے۔

دعوت پہنچانے کے بعد نتیجہ دیکھنے کے لیے داعی کو جلد بازی نہیں کرنی چاہیے۔ روابط کا سلسلہ برقرار اور اسلام پر گفتگو جاری رکھے۔ پیش کش اور برتاؤ میں نرمی اور محبت کا غلبہ ہونا چاہیے۔

مدعو جب اسلام کا کچھ مطالعہ کرلے تو عملی تعلیم و تجربہ کے طور پر دو چار دفعہ اپنے ساتھ مسجد لے کر جائیں، تاکہ عبادات کی عملی شکل وکیفیت اس کے سامنے آئے، علاوہ ازیں دعوتی پروگراموں مثلاً درس قرآن اور خطابات عام وغیرہ میں برادرانِ وطن کو بھی شریک کرایا جاسکتا ہے۔ ابتدائی دعوتی کتب کے مطالعہ کے بعد قرآن مجید کا ۳۰/ واں پارہ مترجم دینا مناسب ہوگا۔ مدعوئین کسی دوسرے شہر میں رہتے ہوں تو ڈاک سے کتابچے وغیرہ روانہ کیے جاسکتے ہیں، خط وکتابت سے بھی دعوتی ربط پیدا کیا جاسکتا ہے۔

دعوت کے اجتماعی طریقے

انفرادی دعوت کے علاوہ اجتماعی طور پر چند مسلمان بھائی مل جل کر بھی دعوت کا کام کرسکتے ہیں۔ ذیل میں بعض اجتماعی دعوتی پروگراموں کو درج کیا گیا ہے جو دعوت پہنچانے کے لیے مؤثر ثابت ہوسکتے ہیں:

ایک چھوٹا سا وفد بنا کر بنیادی دعوتی کتب وغیرہ کے ساتھ اپنے علاقہ کی منتخب غیر مسلم شخصیتوں سے ملاقاتیں کی جاسکتی ہیں، ماہ ڈیڑھ ماہ بعد دوسری بار ان شخصیتوں سے ملنا چاہیے اور کتابوں پر ان کے تاثرات، سوالات اور الجھنوں کو معلوم کرنا چاہیے اور جواب دینے کی کوشش کرنی چاہیے۔

مظلوم اور پسماندہ طبقات پر آئے دن ظلم وستم کے واقعات ہوتے رہتے ہیں، مسلمانوں کا وفد ان تک پہنچ کر اظہارِ ہمدردی کرے ان کے حالات کو بہتر بنانے کی کوشش اور تعاون کرنے کی سعی کرے۔

کسی آبادی یا بڑے شہر کے ایک ایریا میں مسلمان مل جل کر برادرانِ وطن کے لیے عید ملن کا پروگرام منعقد کریں، مختصراً قرآن مجید، رمضان، روزہ اور عید پر اظہار خیال کے بعد شرکاء کی ضیافت کریں اور تعارفی کتابچے وغیرہ انھیں دیں۔

پی۔ڈی۔ایف۔#محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

برادرانِ وطن کے کسی منتخب علاقہ (بالخصوص دلت طبقہ) میں اسلامی کتابوں اور رسالوں پر مشتمل لائبریری کا نظم کیا جانا چاہیے۔

کسی مقام پر منتخب برادرانِ وطن کے لیے اجتماعی محفل منعقد کی جاسکتی ہے۔ ۵ تا دس ۱۰/افراد کے اس پروگرام میں قرآن اور پیغمبر اسلام کا تعارف اور اسلام کی دعوت مختصراً پیش کی جاسکتی ہے سوالات کے جوابات دیئے جائیں۔ شرکاء کو دعوتی لٹریچر بھی دیا جاسکتا ہے۔

مذکورہ پروگراموں کو ایک مرتبہ کرکے چھوڑ نہیں دینا چاہیے بلکہ یہ سلسلہ مستقل طور پر چلتا رہے داعی کو جزئیات اور طویل گفتگو سے بچتے ہوئے اصولی باتوں تک اپنی گفتگو کو مرکوز رکھنا چاہیے۔

داعی اپنے مدعو کی ذاتی زندگی، اس کے مسائل اور پریشانیوں میں دلچسپی لے کر مشورہ دے۔ تعاون کرے اور ہمدردی وغم گساری کا رویہ اختیار کرے تو اس کے بہت گہرے اثرات پڑتے ہیں۔

داعی کی تیاری

دعوتی کام کے لیے سب سے پہلے خود اپنی علمی، فکری اور عملی تیاری ناگزیر ہے۔ داعی اپنے مدعو کے سامنے بہتر سے بہتر عملی کردار پیش کرے، علمی تیاری کے لیے قرآن وتفسیر میں غور وتدبر کے ساتھ منتخب احادیث، سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور سیرت صحابہؓ کا مطالعہ کرے اور سیرت کے بعض اہم واقعات کو نوٹ کرے، مثلاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحم دلی، انسانوں سے محبت، سادہ زندگی، عفو ودرگذر (فتح مکہ کے موقع پر دشمنوں کو معاف کردینا) ان واقعات سے برادرانِ وطن بے حد متاثر ہوتے ہیں۔

چندامور سے اجتناب

دعوت اور داعی کے وقار کو نقصان پہنچانے والا رویہ اختیار نہ کرے۔

مناظرانہ انداز اور بحث وتکرار سے ہر حال میں گریز کرے۔

غیر حکیمانہ انداز اور مدعو پر کسی بات کو مسلط کرنے کا انداز نہیں ہونا چاہیے۔ مدعو کے اندر ہٹ دھرمی، ضد اور نفرت نہ پیدا ہونے دے۔

جلد بازی اور فوری نتیجہ پانے کے لیے مدعو پر اصرار نہ کرے، گفتگو اصولی باتوں پر پہلے کرنے کی کوشش کرے، اسی طرح اختلافی باتوں کو بنیاد بنا کر دعوت پیش نہیں کرنا چاہیے، قرآن مجید کی روشنی میں کلمہ سواء یعنی مشترک بنیادیں مثلاً ایک اللہ کا تصور وغیرہ پر گفتگو کرنا چاہیے۔ وجود الٰہ سے آگے بڑھ کر عملی تقاضے اور زندگی پر اثرات ونتائج سمجھانا چاہیے۔

آج زمینی صورت حال یہ ہے کہ اس اہم شعبہ کی طرف بہت کم توجہ ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اہل دین واہل علم حضرات اس عظیم الشان امر دین کو اپنی توجہات کا مرکز بنائیں اور اس کو معمولی یا ناقابل عمل کام نہ سمجھیں۔ اس سلسلہ میں اکابرو اسلاف رحمہم اللہ کا موقف ورائے کیا ہے؟ ذیل میں پیش خدمت ہے تاکہ مزید فکر وعمل کو مہمیز ملے۔ اور اس کارِ عظیم کی نزاکت و اہمیت معلوم ہوسکے۔

مولانا اشرف علی تھانویؒ:

حضرت تھانوی علیہ الرحمہ دعوت دین کو بالخصوص غیر مسلموں کے لیے خاص کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ’’جب اسلام ہی دین کامل ہے تو جن لوگوں کے پاس یہ نعمت نہیں ہے ان کے پاس بھی اس کو پہنچانا چاہیے کیونکہ اوّل تو یہ بات مروت و ہمدردی کے خلاف ہے کہ ایک نافع چیز سے خود ہی نفع اٹھایا جائے اور دوسروں کو محروم رکھا جائے۔ دوسرے ہم کو شرعاً بھی اس کا حکم ہے کہ جن لوگوں کو اسلام کی خوبیاں معلوم نہیں ہیں ان کے سامنے اس کے محاسن بیان کریں…‘‘

ہماری یہ حالت ہے کہ بہت سے لوگ تو اس کام کو معمولی

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

کام سمجھتے ہیں اور جو لوگ اس کی ضرورت و مرتبہ کو سمجھتے ہیں وہ بھی ایسی جگہ جا کر تبلیغ کرتے ہیں جہاں ان کی خاطر و مدارات ہوتی ہے، کفار میں جا کر کوئی تبلیغ نہیں کرتا کیونکہ خاطر و مدارات کہاں؛ بلکہ بعض دفعہ تو برا بھلا سننا پڑتا ہے۔ اس وجہ سے لوگ کفار کو تبلیغ کرتے ہوئے ڈرتے ہیں۔ (الاتمام لنعمۃ الاسلام، ص:۷۸۲)

قاری محمد طیب صاحبؒ:

دارالعلوم دیوبند کے سابق مہتمم مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ دعوت دین کے مفہوم کے تعلق سے پائی جانے والی عمومی غلط فہمی کو دور کرنے کی خاطر اپنی کتاب دعوت دین کے قرآنی اصول کے ایک مخصوص عنوان ''ایک غلط فہمی کا ازالہ'' کے تحت لکھتے ہیں: ''تبلیغ اسلام کے معنی مسلمانوں کو عباداتی رنگ کے کچھ احکام پہنچا دینے اور انہیں وابستہ کر لینے کے نہیں ہیں کہ جس کے بعد یہ سمجھ لیا جائے کہ فریضہ تبلیغ ادا ہو گیا یا ارباب تبلیغ فرائض دعوت سے سبک دوش ہو گئے مجھے اس انداز کی کسی دعوت خاص کی ضرورت و افادیت سے اگرچہ انکار نہیں لیکن اسے فریضہ تبلیغ سے سبکدوشی سمجھ لیا جانا قرآن کے اصول تبلیغ کی روشنی میں یقیناً صحیح قرار نہیں دیا جا سکتا۔ یہ جزوی تبلیغ، تذکیر و اصلاح کے عنوانات سے یاد کی جا سکتی ہے مگر عرف شریعت کے لحاظ سے اسے تبلیغ نہیں کہا جا سکتا۔۔۔''

اپنی اسی تصنیف میں ایک مقام پر فرماتے ہیں: ''اس لیے میری ناچیز رائے یہ ہے کہ اگر سب نہیں تو کم از کم ارباب علم و بصیرت کی ایک جماعت سارے موہوم منصوبوں کو چھوڑ کر دعوت الی اللہ کے لیے کمر بستہ ہو جائے اور اپنوں سے گزر کر دوسری اقوام کے ساتھ انتہائی خیر خواہی سے انہیں دین حق کی طرف مائل کرنے پر لگ جائے اور اس کی زندگی کا واحد نصب العین غیروں کے سامنے اسلام پیش کرنا اور انہیں دعوت حق دینا ٹھہر جائے۔''

شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحبؒ:

مولانا محمد زکریا صاحبؒ (جو تبلیغ کے حوالہ سے محتاج تعارف نہیں) مسلمانوں کے ساتھ غیر مسلموں میں بھی دین کی تبلیغ کی آرزو اور تڑپ رکھتے تھے، چنانچہ شیخ الحدیثؒ کے خلیفہ مولانا یوسف متالاؒ (مہتمم دارالعلوم - برطانیہ) ایک مضمون میں عام انسانوں میں دعوت دین کے لیے شیخ الحدیثؒ کی بے چینی کے تعلق سے رقم طراز ہیں: ''غالباً ۱۹۷۹ء کی مدینہ طیبہ حاضری کے دوران ایک روز احقر حضرت کی قیام گاہ کے برابر خدام والے حجرے میں تھا کہ حضرت کے خادم محمد اعجاز چمپارنی آئے اور فرمایا حضرت یاد فرما رہے ہیں، تو حضرت نے زار و قطار روتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ سن یہ کیا کہہ رہا ہے۔ بھائی اعجاز صاحب نے کہا کہ میں نے حضرت سے پوچھا ہے کہ وہ عوام الناس جنھوں نے اسلام کا نام بھی نہیں سنا ہے اور جنھیں اسلام کی کوئی تبلیغ نہیں کی گئی کیا انہیں عذاب ہوگا، یہ سن کر حضرت نے فرمایا اس پر ضرور کام ہونا چاہیے اور اس موضوع پر اسلام کے محاسن پر کتابیں ہونی چاہئیں۔

(بحوالہ اقراء ڈائجسٹ، کراچی، نومبر ۱۹۷۶ء)

مفکر اسلام مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ:

دعوت کی ترجیح کے حوالہ سے مولاناؒ فرماتے ہیں: ''انبیاء کرام علیہم السلام کے طرز دعوت و تبلیغ میں اصل مخاطب غیر مسلموں ہی کو بنایا جاتا ہے اور ان کے سخت دلوں کو ایمان و یقین، سوز دروں، اخلاص اور اسوۂ حسنہ کی روشنی و گرمی سے موم بنا کر ایمان و عمل کے سانچہ میں ڈھالا جاتا ہے اور جب اس طرح مومنوں کی امت دعوت، تیار ہو جاتی ہے تو اسے نبوی تعلیمات سے آراستہ کر غیر مسلموں ''امت اجابت'' کو اللہ کے دین کی طرف مدعو کرنے کے لیے تیار کیا جاتا ہے اور یہ کار نبوت پوری امت کے اہل افراد پر فرض قرار دیا جاتا ہے اور امت مسلمہ کو تو اسی دعوت کے لیے خیر امت قرار دیا گیا ہے۔''

(ماخوذ- دعوت اسلام ایک اہم فریضہ)

بشکریہ: ماہنامہ دارالعلوم، شمارہ 12، جلد: 91، ذی الحجہ 1428 ہجری مطابق دسمبر 2007ء

پی۔ڈی۔ایف۔#محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

دعوت دین

اسلامی تاریخ کے دو مختلف دور

ایک جائزہ

ڈاکٹر زبیر ظفر خان (مسلم یونیورسٹی علی گڑھ)

اسلامی تاریخ کا جائزہ لینے سے پتا چلتا ہے کہ مسلمانوں پر ہر زمانہ میں دو طرح کے دور گذرتے رہے ہیں، (۱) ایک وہ جس میں مسلمان دعوت کا کام کر رہے ہوتے ہیں، ان میں کوئی نبی یا داعی اپنی ذمہ داری کو پورا کر رہا ہوتا ہے، یعنی غیر مسلموں میں اللہ کا پیغام پہنچا رہا ہوتا ہے، (۲) اور دوسرا وہ دور ہوتا ہے جب مسلمان اپنی یہ ذمہ داری بھول چکے ہوتے ہیں اور غیر مسلموں میں دعوت دینے کا ان کو خیال بھی نہیں آتا۔

جس دور میں مسلمان دعوت سے غافل ہوتے ہیں اور اپنے غیر مسلم بھائیوں کو دعوت نہیں دیتے تو اللہ ان کی ان کے دشمنوں کے خلاف مدد نہیں کرتا، چاہے دشمن کتنی بھی سرکشی پر اترا ہوا ہو، اور مسلمانوں پر کیسے ہی مظالم ڈھا رہا ہو، یہاں تک کہ اللہ والے اور نیک لوگ بھی اس کے ظلم وستم سے نہیں بچ پاتے، الا ما شاء اللہ کیونکہ اللہ قانون کے خلاف نہیں کرتا اور اللہ کا قانون ہے:

وَمَا أَهلكنا مِن قَرْيَةٍ إِلَّا لها مُنذِرُون (208:26)

اور ہم نے ایسی کوئی بستی ہلاک نہیں کی، جس میں ڈرانے والے نہ آئے ہوں۔

اِس دور میں مسلمان پریشان رہتے ہیں اور بڑے کرب سے گزر رہے ہوتے ہیں کیونکہ اللہ کی مدد ان کے پاس نہیں آتی اور دشمنوں کے خلاف اللہ ان کی مدد نہیں کرتا، حالانکہ مسلمان بڑی تعداد میں ہوتے ہیں اور ان کی بڑی بڑی حکومتیں قائم ہوتی ہیں، ان میں صلحاء، اتقیاء، دانشور، علم والے، سائنس داں، فلسفی، بڑے بڑے تعلیمی ادارے، مسجدیں، بڑی بڑی لائبریریاں ہوتی ہیں، اور بظاہر مسلمان بڑے خوش حال ہوتے ہیں، لیکن زوال پذیر ہوتے ہیں اور دشمن آسانی سے ان کی شان وشوکت کو خاک میں ملا دیتا ہے، لاکھوں مسلمانوں کو بے دریغ قتل کر دیا جاتا ہے، ان کے مال واسباب کو لوٹ لیا جاتا ہے، پورے پورے شہر نیست ونابود کر دیئے جاتے ہیں اور مسلمان رو رو کر اللہ کی مدد کو پکارتے ہیں، مسجدوں میں دعاؤں کی صدائیں اور یا اللہ مدد یا اللہ رحم کی صدائیں گونجتی ہیں، لیکن اللہ کی مدد نہیں آتی، دشمن کو شکست ہونا یا اس پر عذاب آنا تو دور، ایک کانٹا بھی ان کو نہیں چبھتا، جیسے منگولوں نے جب ۱۲۵۸ء میں بغداد پر حملہ کیا تو یہ سب چیزیں موجود تھیں، مسجدیں تھیں، مدارس تھے، خانقاہیں تھیں، صلحاء، فضلاء اور اتقیاء تھے، لیکن ان میں کوئی داعی نہیں تھا چنانچہ اللہ کی مدد نہیں آئی اور بغداد کی آبادی کو قتل کر کے دریائے دجلہ میں ڈال دیا گیا، جس سے ہفتوں اس کا سرخ پانی بہتا رہا، اور بغداد کی لائبریریوں کی جن میں سب سے بڑی بیت الحکمت کی لائبریری تھی، جس میں صدیوں پرانی بیش قیمت کتابوں کا ذخیرہ تھا، ساری کتابوں کو دریائے دجلہ میں ڈال دیا گیا، جن کی سیاہی سے ہفتوں اس کا پانی سیاہ بہتا رہا، اسی طرح اسپین میں مسلمانوں نے تقریباً ۸۵۰ سال حکومت کی لیکن جب دشمن نے ان پر حملہ کیا تو اللہ کی مدد نہیں آئی، مسلمانوں کی بستیوں کو لوٹ لیا گیا، ان کو یہ حکم دیا گیا کہ یا تو عیسائی ہو جائیں، یا ملک سے نکل جائیں ان کی لڑکیوں کو غیر مسلم لوگ ماں باپ کے سامنے سے ہاتھ پکڑ کر لے جاتے تھے اور ماں باپ روتے رہ جاتے تھے، اس زمانے کے ایک شاعر نے باقاعدہ اس کا ذکر اپنی شاعری میں کیا ہے، لیکن اللہ کی مدد نہیں آئی، اسی طرح جب چنگیز خان نے سمرقند اور دیگر مسلم شہروں پر حملہ کیا تو لاکھوں مسلمانوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا، چنانچہ فارسی مؤرخ جوینی لکھتا ہے کہ جب

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

چنگیز خاں نے ارنچ Urgenc شہر پر قبضہ کیا تو اس نے اپنے پچاس ہزار سپاہیوں کو حکم دیا کہ ہر سپاہی ۲۴ مسلمانوں کو قتل کرے اس طرح بارہ لاکھ مسلمانوں کو قتل کیا گیا اور اس کے فوجی جنرل مسلمانوں کو قتل کرنے کے بعد ان کی کھوپڑیوں کے مینارے بناتے تھے، کیوں کہ جس کا مینارہ اونچا ہوتا تھا، اس کو زیادہ بڑا انعام ملتا تھا، تو ہر جنرل یہ چاہتا تھا کہ میں زیادہ مسلمانوں کو قتل کروں تا کہ میرا مینارہ اونچا ہو، اسی طرح جب منگول نیشاپور پہنچے تو چنگیز خاں کا داماد توکوچار Tokuchar شہر کے محاصرہ کے دوران لڑائی میں مارا گیا، تاہم تین دن کی لڑائی کے بعد نیشاپور نے ہتھیار ڈال دیئے، تو توکچار کی بیوہ اور چنگیز خان کی بیٹی نے کہا کہ میں اپنے خاوند کے قتل کا انتقام لینا چاہتی ہوں کسی کو نہ بخشا جائے اور سب کو میری آنکھوں کے سامنے قتل کیا جائے، چنانچہ وہ ایک میدان میں بیٹھ گئی اور اس کی آنکھوں کے سامنے قتل و غارت کا بازار گرم کیا گیا اور پورے شہر کی آبادی کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا، یہاں تک کہ کتے بلیوں تک کو نہیں بخشا گیا، لیکن اللہ کی مدد نہیں آئی کیوں کہ ان میں ایک بھی داعی نہیں تھا، اس لئے چنگیز خاں کے اوپر دنیا میں کوئی پکڑ نہیں آئی، اسی طرح ۱۸۵۷ء کے غدر میں ہندوستان میں لاکھوں مسلمانوں کو قتل کر دیا گیا، صرف دہلی اور اس کے اطراف میں اور لوگوں کے علاوہ بیس ہزار مسلمان ، جن میں بہت سے عابد، زاہد اور صوفیاء بھی شامل تھے، ان کو پھانسی دی گئی، لیکن مدد نہیں آئی، کہا جاتا ہے کہ انگریزوں کے پاس پھانسی دینے کے لئے رسّیاں ختم ہو گئیں تو پیڑوں کی شاخوں پر لٹکا کر پھانسیاں دی گئیں، لیکن اللہ کی مدد نہیں آئی، اور ۱۹۴۷ء میں تقسیم ہند کے وقت لاکھوں مسلمان بے گھر اور قتل ہوئے، ۵۰/ ہزار سے زیادہ مسلم لڑکیوں کو غیر مسلم اغوا کر کے لے گئے آج بھی پنجاب میں کچھ غیر مسلم گھروں ان میں سے کچھ زندہ ہیں، جواب نانی دادی بن چکی ہیں، لیکن اللہ کی مدد نہیں آئی۔

اگر آپ ان سب واقعات کی تاریخ پڑھیں تو کہیں نہیں دیکھیں گے کہ مسلمانوں کو دور دور تک اس بات کا خیال بھی تھا کہ ہماری ذمہ داری ان غیر مسلم بھائیوں کو جہنم سے بچانا ہے، ہمیں بچانے والا بنا کر بھیجا گیا ہے نہ کہ جہنم میں گرانے والا، اور ہمیں اللہ نے اسلام کا پیغام پہنچانے اور لوگوں کی خیر خواہی چاہنے والا بنا کر بھیجا ہے، اور ہم نبیوں کے نائب بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ اس بات کا تذکرہ تو ملتا ہے کہ مسلمانوں کو یہ احساس تھا کہ ہم میں آپس میں اتحاد نہیں ہے، یا ہماری فوج کمزور ہے، یا ہمارے پاس ہتھیاروں کی کمی ہے، لیکن دعوت کی طرف کسی کا دھیان نہیں تھا حالانکہ اگر ایک مسلمان بھی ان ظالم حکمرانوں کے پاس اللہ کا پیغام لے کر جاتا اور ہمدردی اور خیر خواہی سے ان کو دین کی دعوت دیتا اور اللہ سے ان کی ہدایت کی دعا کرتا اور وہ انکار کر دیتے، تو اللہ کی مدد ضرور آتی، لیکن ایک مسلمان بھی ایسا نہیں تھا جو ان ظالموں سے صرف ایک جملہ کہہ سکتا: **قولو لا الہ الا اللہ تفلحو** کہ کلمہ پڑھ لو کامیاب ہو جاؤ گے، اور جا نہیں سکتے تھے تو کم سے کم خط کے ذریعہ دعوت دی جا سکتی تھی، جیسے حضور ﷺ نے اپنے زمانے کے بادشاہوں کو دعوت دی، لیکن ہم نے خط لکھنے کی زحمت بھی نہیں کی۔

اس کے برخلاف جس دور میں مسلمان اپنی دعوتی ذمہ داری پوری کر رہے ہوتے ہیں، یا کوئی نبی یا داعی ان میں موجود ہوتا ہے اور دعوت دی جاتی ہے تو مسلمان چاہے کتنے ہی کمزور ہوتے ہوں، بلکہ پوری دنیا میں صرف ایک مسلمان ہوتا ہے اور وہ دعوت دینا شروع کرتا ہے تو اللہ کی مدد اس کے ساتھ ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ اسے بڑی سے بڑی دشمن طاقت کے خلاف کامیابی دیتے ہیں، اور باطل اسے کتنا بھی روکنے کی کوشش کرے باطل کی ایک نہیں چلتی، اللہ لوگوں کو ایمان سے نوازتا ہے اور اسلام پھیلتا ہے، مسلمانوں کی تعداد دن بہ دن بڑھنے لگتی ہے اور ایک دن اسلام غالب ہوتا ہے اور مسلمانوں کی حکومت قائم ہوتی ہے اور انکو زمین کا وارث اور امام بنایا جاتا ہے، جیسا کہ حضور ﷺ مکہ میں اکیلے

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

دعوت کو لے کر کھڑے ہوئے،کوئی ساتھ دینے والا نہیں تھا لیکن دعوت کا کام کرتے رہے،دھیرے دھیرے اسلام پھیلنے لگا اور ۲۳؍سال میں پورا عرب اسلام کی آغوش میں آگیا،اسی طرح حضرت ابراہیمؑ اپنے زمانے میں واحد مسلمان تھے اور نمرود کی طاقت کے خلاف اسلام کی دعوت لے کر اکیلے کھڑے ہوئے، اللہ نے ان کی ملت کو اتنا بڑھایا کہ آج بھی تینوں آسمانی مذاہب یہودیت،عیسائیت اور اسلام ان کو اپنا پیشوا مانتے ہیں۔اسی طرح نوحؑ،ھودؑ،صالحؑ،موسیٰؑ وغیرہ نے اپنی اپنی قوم میں دعوت کا کام کیا اور باوجودیکہ مسلمان اپنے دشمن کے مقابلہ میں نہ کے برابر تھے،اللہ نے ان کی مدد کی اور ان کے دشمنوں کو مغلوب کیا۔اسی طرح حبیب نجار اور اصحاب الاخدود والے لڑکے کے واقعات بھی یہی بتاتے ہیں یہ تو نبی بھی نہیں تھے،لیکن اکیلے اپنی قوم کو دعوت دینا شروع کی،تو ایک قوم کو انکار کے جرم میں ہلاک کیا گیا اور اصحاب الاخدود کی پوری قوم کو ہدایت مل گئی۔

اور اگر لوگ دعوت کے بعد بھی مسلمانوں کو اپنے ظلم کا نشانہ بناتے ہیں اور انکار کرتے رہتے ہیں تو ان کے گنہگار تو گنہگار،عام لوگ بھی جو مسلمانوں پر بظاہر کوئی ظلم نہیں کر رہے ہوتے ہیں،وہ بھی نہیں بچتے،چنانچہ ایک حدیث میں حضورﷺ کا ارشاد ہے کہ جب نوحؑ کی قوم پر اللہ نے عذاب بھیجا تو زمین سے پانی ابلا اور گلیوں میں پھیلا،تو ایک بچے کی ماں بچے پر ڈری،اسے اپنے بچے سے بہت زیادہ محبت تھی،اور وہ اس کو لے کر پہاڑ کی طرف نکلی اور ایک تہائی بلندی تک پہنچ گئی،پھر جب پانی وہاں تک پہنچ گیا تو وہ بچے کو لے کر پہاڑ کی چوٹی پر چلی گئی،جب پانی اس کی گردن تک پہنچا تو اس نے اس بچے کو دونوں ہاتھوں کے ساتھ اوپر اٹھالیا،پھر وہ دونوں ڈبو دیئے گئے،اگر اللہ قومِ نوح میں سے کسی پر رحم کرتا تو اُس بچے کی ماں پر رحم فرماتا۔(مستدرک للحاکم)

لیکن آج مسلمانوں کو خود ہی دعوت کی طاقت کا اندازہ نہیں ہے کہ اللہ نے مجھے دعوت کا کام دے کر کتنی طاقت عطا کر دی ہے بلکہ خود مسلمان یہ کہتا ہے کہ دعوت سے کیا ہوگا،خالی مسلمان بنانے سے کیا ہوگا،یا کلمہ پڑھوانے سے کیا ہوگا۔لیکن ذرا اس بات سے لگتا ہے کہ اگر ہم نے اب بھی دعوت کا کام نہ کیا تو پھر ویسے ہی حالات پیش آسکتے ہیں،جو دعوت نہ دینے والے مسلمانوں کے ساتھ پیش آتے رہے ہیں،جن میں سے کچھ کا ذکر اوپر کیا گیا، جیسے سقوطِ بغداد،منگولوں کے حملے،ہندوستان اور اسپین کی مسلم حکومتوں کے خاتمہ کے واقعات،اور ہم بھی اسی طرح اللہ کی مدد کی دہائی دے رہے ہوں گے،چیخیں مار مار کر اللہ مدد اللہ مدد پکار رہے ہوں گے،وظیفے پڑھ رہے ہوں گے،قنوتِ نازلہ پڑھ رہے ہوں گے،لیکن اللہ کی مدد نہیں آئے گی،ہمارے شہر کے شہر تباہ کر دیئے جائیں گے،ہماری مسجدیں،خانقاہیں،مدارس،علمی ادارے تاراج کر دیئے جائیں گے،ہماری عورتوں کو اغوا کیا جائے گا، ہماری جانوں کی کوئی قیمت نہیں ہوگی،ہماری صرف داستانیں ہی رہ جائیں گی،جب تک کہ ہم اللہ کے بندوں کو اللہ کا پیغام نہیں پہنچائیں گے،اور اگر ایک غریب مسلمان رکشہ والا،یا پھیری لگانے والا بھی دعوت کو لے کر کھڑا ہو جائے گا اور اللہ کے بندوں کو اللہ کے دین کا پیغام سنائے گا،تو بڑی سے بڑی حکومت یا فوج اس کا مقابلہ نہیں کرسکتی،یا تو انہیں ایمان قبول کرنا پڑے گا،یا اللہ پہلی قوموں کی طرح انہیں صفحۂ ہستی سے مٹا دے گا،اللہ قرآن میں فرماتا ہے کہ ہم نے قوموں پر عذاب کیوں بھیجا:

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَعَادٌ وَفِرْعَوْنُ ذُو الْأَوْتَادِ. وَثَمُودُ وَقَوْمُ لُوطٍ وَأَصْحَابُ الْأَيْكَةِ،أُولَٰئِكَ الْأَحْزَابُ. إِن كُلٌّ إِلَّا كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ عِقَابِ (38:12-14)

ترجمہ:ان سے پہلے قوم نوح اور عاد اور میخوں والا فرعون،اور ثمود اور لوطؑ کی قوم اور بن والے بھی جھٹلا چکے ہیں،یہی وہ لشکر ہیں،ان سب نے رسولوں کو جھٹلایا تھا پس میرا عذاب آموجود ہوا۔

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

نسیم ہدایت کے جھونکے

جناب عبدالرحمٰن سے ایک ملاقات

داعی اسلام حضرت مولانا کلیم صدیقی صاحب دامت برکاتہم ایک ایسا نام ہے، جس نام سے پوری دنیا کے نیو مسلم بہت اچھی طرح واقف ہیں، اور کیوں نہ ہوں، اس لئے کہ ان کے مسائل کو مولانا نے جس طرح سمجھا ہے شاید خود نو مسلموں نے بھی خود کو اتنا نہیں سمجھا ہوگا، حضرت نے ان کی فلاح و بہبود کے لئے اپنی زندگی وقف کردی ہے، اکثر نو مسلموں نے ان کو ایک لقب دیا ہے کہ وہ تمام نو مسلموں کے ابا ہیں، اور ہے بھی ایسا ہی، کیونکہ ان کا رویہ ایک باپ سے بڑھ کر ہی ہوتا ہے، ان تمام نو مسلموں میں سے ایک میں بھی ہوں، حضرت کے ساتھ جڑے ہوئے تو کافی دن ہوگئے، لیکن میری کارگذاری ابھی تک ارمغان میں نہیں چھپی ہے، تو آج حضرت کا فون آیا کہ عبد الرحمٰن تم اس ماہ کے ارمغان کے لئے اپنی بھی کارگذاری لکھ دو۔

حکم ملتے ہی قلم لیکر بیٹھ گیا، اور اب میری کارگذاری آپ پڑھ رہے ہیں، ارمغان حضرت کے مدرسہ سے ایک ماہانہ رسالہ نکلتا ہے، جس میں ہر مہینے ایک نو مسلم کی قبول اسلام کی کارگذاری شائع ہوتی ہے۔

میرا جنم ۱۹۷۳ء میں ضلع ایٹہ کے گاؤں رام گڑھ میں ایک راجپوت خاندان میں ہوا، ہمارے یہاں زمینداری تھی، ہم تین بھائی اور دو بہن ہیں، میرا نام ماں نے مہندر پال سنگھ رکھا تھا، میری تعلیم ایٹہ میں نہ ہوکر کان پور میں ہوئی، وہاں میری نانہال ہے، میں نے بارہویں کلاس تک تعلیم حاصل کی ہے، میں بچپن سے ہی دھارمک تھا، پوجا پاٹھ کرنا، اکھنڈ رامائن کا پاٹھ اگر کہیں بھی ہوتا تھا تو وہاں جانا اور ساری رات جاگ کر اسے سننا میرا کام تھا، میری نہال کے لوگ بھی بہت دھارمک تھے، میرے نانا ہر سوموار کو قریب بیس کلومیٹر پیدل یاترا کرکے گنگا اشنان کرنے جاتے تھے، میرے ماموں کاوڑ یاترا میں سیکڑوں کلومیٹر پیدل چلتے تھے، اس بیچ ہمارے یہاں اناج نہیں کھایا جاتا تھا، ہم ابلے ہوئے آلو، دودھ یا چھاچھ کے ساتھ کھاتے تھے، کیونکہ یہ عقیدہ تھا کہ اگر گھر میں روٹی وغیرہ پکے گی تو ماموں کے پیروں میں چھالے پڑ جائیں گے، تو جو کاوڑ لے کر جاتا تھا اس کے گھر ایسا ہی ہوتا تھا، ان دنوں چارپائی پر لیٹنے کی بھی ممانعت بھی ہوتی تھی، ہم سبھی زمین پر دھان کا پھوس بچھا کر لیٹا کرتے تھے، ہمارا پورا گھر ایشور کو راضی کرنے کے لئے کڑے سے کڑے اصول بھی پورے کرتا تھا، تاکہ کسی بھی طرح ایشور راضی ہوجائے، اگر کوئی انسان راستہ بھٹک جائے تو چاروں طرف چکر لگاتا ہی ہے، وہی حال ہمارا تھا، ہمارے گاؤں میں مسلمان بھی رہتے تھے، لیکن کبھی کسی نے اسلام کے بارے میں سچ بتانے کی کوشش نہیں کی، مسلمانوں کی حیثیت ہمارے گھر میں کسی اچھوت سے کم نہیں تھی، کوئی مسلمان ہمارے گھر کے برتن نہیں چھو سکتا تھا، ہمارے ٹیوشن ٹیچر ایک مسلم تھے تو ایک دن مجھے پیاس لگی، میں نے ان کے گھر کا پانی پی لیا، جس کی وجہ سے گھر میں بہت ڈانٹ کھانی پڑی، مسلمان اور اسلام دونوں کو ہی ہم بہت برا سمجھتے تھے، اس لئے اسلام کے بارے میں جاننے کی بات بھی دماغ میں نہیں آسکتی تھی، بلکہ ہم لوگ اسلام کو مٹانے کی باتیں کیا کرتے تھے، بچپن کی بات ہے ہم کوئی دس یا بارہ سال کے رہے ہوں گے، ہم کئی دوست باتیں کر رہے تھے، ہمارے ایک دوست نے کہا

پی۔ڈی۔ایف۔#محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

مسلمانوں نے شنکر کی مورتی کو مکہ کے اندر ایک کنویں میں ڈال رکھا ہے، اگر کوئی آدمی اس کنویں میں جا کر گنگا جل چڑھا دے، تو پوری دنیا کے مسلمان ختم ہو جائیں گے، تو میں نے کہا تو پھر لوگ چڑھاتے کیوں نہیں؟ ایک ساتھی نے کہا جب ایسا موقع ہوتا ہے کہ وہاں گنگا جل چڑھاتے ہیں تو مسلمان فوراً گائے کاٹ کر اس کی جگہ پر چڑھا دیتے ہیں، اس سے گنگا جل بے اثر ہو جاتا ہے، سماج میں پھیلی ان تمام غلط فہمیوں کو کبھی کسی مسلمان نے دور کرنے کی کوشش بھی نہیں کی، جس کے نتیجہ میں ہم معصوم بچوں کے دلوں میں مسلمانوں کو مٹانے کے منصوبے پل رہے تھے، اب سوچتا ہوں تو افسوس ہوتا ہے، اور کبھی کبھی مسلمانوں پر غصہ بھی آتا ہے، کہ ان مسلمانوں کی بے فکری کی وجہ سے ہمارے خاندان کے اَن گنت لوگ جہنم میں چلے گئے جو کبھی اس سے باہر نہیں آئیں گے، یہ سوچ کر رونا بھی آتا ہے کہ اگر ان تک اسلام کی دعوت اور اس کا پیغام پہنچتا تو شاید وہ بھی مسلمان ہوتے۔

ہماری کورس کی کتاب میں ایک سبق تھا ''محمد صاحب'' ﷺ اس میں ایک بڑھیا کا قصہ لکھا تھا، جو آپ ﷺ پر روز کوڑا پھینکتی تھی، اور بھی کئی باتیں لکھی تھی، میں نے اپنے ساتھ پڑھنے والے ایک مسلم لڑکے سے پوچھا کہ یار یہ محمد صاحب کون تھے؟ کوئی بھگوان تھے کیا؟ اس سوال پر وہ مجھے صحیح دعوت دے سکتا تھا، اور اپنے نبی کے بارے میں کچھ تفصیل بیان کر سکتا تھا، اس طرح شاید ہمارے اندر اسلام کے بارے میں جاننے کا شوق پیدا ہو جاتا، لیکن اس نے کہا نہیں وہ بھگوان نہیں تھے، تجھے ان کے بارے میں کیا بتاؤں، تیری سمجھ میں بات نہیں آئے گی۔

رامائن کے شروع کے پنّوں پر چوکڑی نما گنتی لکھی ہوتی ہے، جن میں بھگوان کا دھیان کرکے آنکھ بند کرکے ہم اپنی انگلی رکھتے تھے، پھر دیکھتے تھے، کہ انگلی کس نمبر پر رکھی گئی ہے، اس کے بعد پیج پلٹ کر اس نمبر کا بھوشیہ (مستقبل) پڑھتے اور یقین کرتے کہ ہمارے ساتھ ایسا ہی ہوگا، لیکن بار بار آنکھ بند کرکے ہاتھ رکھنے پر پر نمبر بدل بدل کر آتے تھے، تو بھوشیہ بھی بدل جاتا تھا، اس سے من میں شک سا پیدا ہو گیا، کہ رامائن میں بار بار الگ نتیجہ کیوں آتا ہے؟ ایسے ہی ہوتا رہا، من کی الجھن بڑھتی گئی، اور یہ سوال بڑھتا گیا کہ آخر ستیہ کیا ہے؟ لیکن کوئی ستیہ بتانے والا نہ تھا، حالانکہ میرے کئی مسلمان دوست تھے، میری الجھن اور بے چینی بڑھتی گئی، اس الجھن کے سبب سے میں نے بارہویں کے اکزام بھی نہیں دیئے، اور اکزام سے ٹھیک ایک مہینے پہلے گھر چھوڑ کر آگرہ اپنی بہن کے پاس آ گیا، یہاں ایک دن میں چرچ میں گیا، وہاں کچھ عیسائی داعیوں سے ملاقات ہو گئی، انھوں نے کچھ کتابیں دیں، اور کہا انھیں پڑھو، اور جب پڑھ چکو تو جو پیچھے فارم ہے اس میں جو سوال ہیں وہ بھر کر نیچے دیئے گئے پتہ پر بھیج دینا، اس سے ہمیشہ من کو شانتی ملے گی، میں نے خوب من لگا کر وہ کتاب پڑھی، اور فارم بھر کر بھیج دیا، کچھ دنوں کے بعد انھوں نے پوسٹ کے ذریعہ کچھ دوسری کتابیں بھیج دیں، یہ سلسلہ کئی مہینوں تک چلتا رہا، وہ کتابیں بھیجتے رہے، اور میں جواب بھر کر بھیجتا رہا، ایک دن ان کا لیٹر آیا کہ آپ ہمارے اکزام میں پاس ہو چکے ہیں، اس لئے ہمارے ہیڈ آفس مدراس (جواب چنئی ہے) میں آنا ہوگا، وہاں آپ کی سب پریشانی دور ہو جائے گی، میں ان کی نظر میں تو پاس ہو چکا تھا، لیکن حقیقت میں مجھے تسلی نہیں ہوئی تھی، اس لئے میں نے وہاں جانے سے منع کر دیا، اور کہا بعد میں دیکھوں گا۔

اتنا سب ہونے کے باوجود من کی بے چینی ختم ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی، سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا کروں؟ آگرہ میں میرا ایک دوست تھا، ہم اسے پیار سے وکیل صاحب کہتے تھے، وہ ہمارا رشتہ دار بھی تھا، میں نے اسے ساتھ لیا اور آگرہ چھوڑ کر ہم دونوں دہلی آ گئے، اس وقت میری کوئی سترہ سال عمر ہوگی، یہ ۱۹۹۰ء کی بات ہے، اس وقت ایڈوانی نے رام مندر کے لئے رتھ

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

یاترا کی شروعات کی تھی، اس لئے ہندو مسلم کا تھوڑا سا تعصب کا ماحول بھی تھا، ہم کل تین سو روپئے لے کر نکلے تھے، دہلی میں کسی سے جان پہچان نہیں تھی، بس ایسے ہی آ گئے تھے، چالیس روپئے ہم دونوں کے کرایہ میں خرچ ہو گئے، ۲۶۰/روپئے بچے تھے، تو ایک آدمی نے نوکری دلانے کے نام پر دوسو روپئے ٹھگ لئے اور بھاگ گیا، ہم دونوں بہت پریشان بھٹک رہے تھے، بس اڈہ پر سونے چلے جاتے تھے، صرف ایک وقت کھانا کھاتے تھے، دن بھر پیدل چلتے تھے، لیکن واپس لوٹنے کا من نہیں کرتا تھا، بارش کا موسم تھا، دہلی کی سڑکوں پر ہفتوں بھٹکنے کے باوجود کھلے میں سونے کے باوجود ہم دہلی سے بھاگے نہیں، بہت کام تلاش کیا، لیکن کوئی بھی آدمی کام پر لگانے کو تیار نہیں تھا، سب کہتے تھے اپنا گارنٹر لے کر آؤ، جو ہمارے پاس نہیں تھا، پریشان حال ایک دن دوپہر میں موج پور مندر کے چبوترے پر بیٹھے تھے، جو روڈ کے بیچ میں بنا ہے، اس پر ایک گھنا پیڑ تھا جس کی چھاؤں میں ہم بیٹھے تھے، وہاں اب مندر بن گیا ہے، اس وقت صرف چبوترہ تھا، ہم نے چار آنے کی ککڑی لی اور کھانے لگے، دل میں خیال آیا کہ کیوں نہ ککڑی والے سے مشورہ کرلیں، ہم نے اس سے پریشانی بتائی، اس نے کہا آپ دونوں بیل داری کرو، یعنی مکان بنانے والی مزدوری، آپ کو روز پیسے ملیں گے، کچھ دن میں جان پہچان بھی ہو جائے گی تو کوئی کام پر بھی رکھ لے گا، اس کی بات سن کر دل میں دھکا سا لگا کہ اپنے گھر پر آج تک ہم نے ایک تنکہ ادھر سے ادھر اٹھا کر نہیں رکھا، اور یہاں بیل داری کا کام کرنا پڑے گا، لیکن اس وقت یہ ایک اچھا مشورہ تھا، تو ہم نے بیل داری کا فیصلہ کرلیا، اس وقت چالیس روپئے مزدوری تھی، ہم دونوں کام تلاش کرنے نکل پڑے ، ہمیں بیل داری پر بھی کوئی نہیں لگا رہا تھا، ایک دن ہم کام تلاشتے ہوئے مصطفیٰ آباد تک پہنچ گئے، ایک جگہ کام ہوتا دکھائی دیا، تو ہم وہاں پہنچ گئے، وہاں ایک ملا جی تھے ان کے انڈر میں کام ہو رہا تھا، ہم نے ڈرتے ڈرتے پوچھا ملا جی مزدور چاہئے، انھوں نے نیچے سے اوپر تک غور سے دیکھا اور ہمارا نام پوچھا، ہم نے نام بتایا، تو کہنے لگے، تم ہندو ہو، ہم نے کہا جی ہاں۔ انھوں نے کہا، ٹھیک ہے۔ پھر پوچھا کب سے کام کروگے؟ ہم نے کہا: آپ کہو تو ابھی سے کرلیں گے، کہنے لگے اب تو چھٹی ہو رہی ہے۔ پھر شاید انھیں ہم پر کچھ ترس آیا، کہنے لگے یہ مٹی کا ڈھیر ہے، کوئی ایک ٹرالی مٹی رہی ہوگی، بولے اسے اٹھا کر اندر ڈال دو، ہم نے کام شروع کیا اور اتنی تیزی سے کیا کہ شاید ایک گھنٹہ بھی نہ لگا ہو، انھوں نے خوش ہو کر اس کام کے چالیس روپئے دیئے، ہمارے رہنے کو ایک کمرہ دے دیا، اور ہم وہاں کام کرنے لگے، وہاں کام کرنے والے سب مسلمان تھے، صرف ہم دونوں ہندو تھے، وہ پورا علاقہ ہی مسلمانوں کا تھا، لیکن مجھے اس دوران ہندو مسلم میں کوئی فرق نظر نہیں آیا، سوائے نام اور کھانے کے۔ اور میرے من کی بے چینی ویسی ہی تھی جیسے پہلے تھی، بلکہ اب جب میں اکیلا ہوتا تھا تو الجھن اور بڑھ جاتی تھی، ہمارے بغل میں ایک مٹھائی کی دوکان تھی جو کسی نور الٰہی بھائی کی تھی، ایک دن سب سے پہلے اس نے میرے سامنے آخرت کا حال بیان کیا، دعوت کا یہ کام ادھورا سا تھا، تو کچھ زیادہ سمجھ میں بھی نہیں آیا، بس میں نے ہاں ہاں کر دیا، لیکن اللہ کے اس داعی کو تو اس بات کی بھنک بھی نہیں ہوگی کہ جس لڑکے کو اس نے ایک دن دعوت دی تھی، اس کی دعوت اور کوشش بیکار نہیں گئی، وہ اب مسلمان بن چکا ہے، بلکہ ٹوٹا پھوٹا داعی بھی بن گیا ہے اور اسے اللہ نے بہتوں کی ہدایت کا ذریعہ بنا دیا ہے، نہ جانے میرے اللہ کو میرے اندر کیا پسند آیا کہ اس نے مجھے اسلام کی دولت عطا کی، اور مجھ سے اپنے دین کی دعوت کا لے لیا، اپنی یہ کہانی لکھتے وقت بھی میری آنکھیں گیلی ہیں، اور مجھے اپنی بسی کا احساس ہے، اے اللہ تو نے مجھے جس طرح ہدایت دی ہے، اپنے فضل سے تو سب کو ہدایت دیدے۔ آمین

پی۔ڈی۔ایف۔#محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

میرا مسلمانوں سے کہنا یہ ہے کہ دعوت کا کام کرتے رہنا چاہئے، خواہ اس کا نقد نتیجہ نظر نہ آئے، صحیح بات تو یہ ہے کہ اگر آپ کی دعوت پر نتیجہ نہ نکلے تو مایوس نہ ہونا چاہئے، کیونکہ کچھ نتیجے ایسے بھی نکلتے ہیں جن کی داعی کو خبر بھی نہیں ہوتی، نورالٰہی بھائی کی اس ادھوری دعوت نے میرے اندر دین کے بارے میں کچھ جاننے کی خواہش سی بڑھادی، لیکن منزل ابھی دور تھی، اس دوران وہ مکان بن گیا اور وہاں کا کام ختم ہوگیا، ملاجی جن کا نام حبیب ملک تھا، بہت ہی نیک دل انسان تھے، اوران کی اہلیہ تو بہت ہی زیادہ نیک تھیں، اللہ ان کی مغفرت فرمائے اور جنت میں ان کے درجے بلند کرے، مجھے سگے بھائی کی طرح چاہتی تھیں، مکان بنانے کے بعد حبیب بھائی نے مجھے اپنے خود کے گھر میں ایک کمرہ دے دیا، میرا دوست کام پر چلا جاتا اور میں گھر میں رہ جاتا، ان کا گھر بہت دین دار تھا، اس وقت میری دل کی بے چینی کو ایک جواب مل رہا تھا کہ تیری منزل اسلام ہے، اس کشمکش میں کئی طرح کے سوال من میں پیدا ہوتے رہے، جن کے جواب بھی میں خود ہی تلاشتا، اور کہیں نہ کہیں سے ان کا حل نکال لیتا، اسی ادھیڑ بن میں کئی مہینے بیت گئے، اب میں اس مقام پر تھا کہ میں نے اسلام اپنانے کا فیصلہ کرلیا، اس بات کو سب سے پہلے میں نے اپنے دوست کو بتایا، جس کا ری ایکشن یہ ہوا کہ وہ مجھے چھوڑ کر اسی وقت چلا گیا، اس کے چلے جانے کے بعد ایک دن صبح میں نے حبیب بھائی سے اسلام اپنانے کی دل کی بات بتائی، تو اس وقت وہ کہیں جارہے تھے، کہنے لگے شام کو بات کرتے ہیں، لیکن انھوں نے کوئی بات نہیں کی، دوسرے دن پھر میں نے کہا تو پھر وہی جواب دیا، اس طرح تین چار دن نکل گئے اور میرا صبر ٹوٹ گیا، میں نے کہا اگر آپ کو مجھے مسلمان نہیں بنانا ہے تو صاف صاف منع کر دیجئے، میں کہیں اور جاتا ہوں، انھوں نے دوسرے دن کا پکا وعدہ کیا، دوسرے دن میں نے دیکھا ان کے گھر پر بہت سارے لوگ جمع تھے، ۱۵ سے بیس کے قریب لوگ سب حلقہ لگا کر بیٹھے تھے، مجھے بلایا گیا، ایک شخص نے مجھ سے بہت بے رخی سے سوال کیا، بتاؤ کیا بات ہے؟ میں نے کہا مجھے مسلمان بننا ہے، کہنے لگا مسلمان کیوں بننا ہے؟ میں نے کہا اس کا جواب میرے پاس نہیں ہے، بس دل میں بے چینی ہے اس لئے مسلمان بننا چاہتا ہوں، میرا یہ جواب سن کر ایک بزرگ چاچا میرے پاس اٹھ کر آئے، اور میری پیٹھ پر پیار سے ہاتھ پھیرا، میرا نام پوچھا، ذات پوچھی، زمین جائیداد کے بارے میں سوال کیا، اس کے بعد کہا بیٹا تمھیں معلوم ہے مسلمان ہونے کے بعد تمہارے گھر والے تمھیں حصہ نہیں دیں گے، میں نے کہا مجھے معلوم ہے، مجھے کچھ نہیں چاہئے، کہنے لگے ٹھیک ہے، لیکن کچھ سالوں میں تمھیں نکاح کی ضرورت پڑے گی، یہ جتنے یہاں بیٹھے ہیں کوئی تمھیں اپنی لڑکی نہیں دے گا، کیونکہ یہ ڈر ان کے اندر سے کبھی نہیں نکلے گا کہ کل یہ بھاگ گیا تو میری لڑکی کا کیا ہوگا۔ میں نے کہا اللہ چاہے گا تو نکاح بھی ہوجائے گا، اور اگر نہ بھی ہوا تو کوئی بات نہیں۔ اب جب انھوں نے یہ دیکھ لیا تو حبیب بھائی کے سالے صاحب بھائی عبدالقیوم کو بلایا گیا جو عمر میں مجھ سے دو چار سال ہی بڑے ہوں گے، وہ اپنے کپڑے لے کر آئے اور مجھے نور مسجد میں لے گئے، اس وقت وہاں کے امام ماسٹر جی تھے، مجھے غسل خانے میں پانی بھر کے دیدیا، اور وہ باہر سے غسل کا طریقہ بتاتے رہے اور میں اندر غسل کرتا رہا، پھر ماسٹر جی نے مجھے کلمہ پڑھوایا اور انھوں نے میرا نام عبدالرحمٰن رکھا، مسلمان ہونے کے بعد عبدالقیوم نے مجھے نماز سکھانے کے لئے بہت محنت کی، اور اللہ کے فضل سے ایک مہینے کے اندر یاد ہوگئی، میں بہت زیادہ نماز پڑھتا تھا کوئی نماز نہیں چھوٹتی تھی، وہ سمجھاتے تھے کہ عبدالرحمٰن اللہ کو ہمیشگی والی نماز پسند ہے، کبھی تھک کر بیٹھ مت جانا، اس لئے آرام سے چلو، لیکن اس وقت کا جذبہ بیان کرنے کے لئے میرے پاس الفاظ نہیں ہیں۔

پی۔ڈی۔ایف۔#محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

اسلام اپنانے کے کچھ دنوں بعد مجھے اپنے اندر کچھ کمی سی محسوس ہوتی تھی، اور میں ادھورا لگتا تھا، میں نے بھائی عبدالقیوم سے کہا کہ میں ختنہ کروانا چاہتا ہوں، انھوں نے اس پر کوئی خاص توجہ نہ دی، جب میں نے زیادہ ضد کی تو وہ مجھے ماسٹر جی یعنی امام صاحب کے پاس لے گئے، انھوں نے پوچھا تو میں نے ختنہ والی بات بتائی، اور کہا میں مکمل مسلمان بننا چاہتا ہوں، انھوں نے بہت پیار سے سمجھایا، اس بات کو اس لئے لکھ رہا ہوں تاکہ سب کی سمجھ میں آجائے، جسے سمجھنا ضروری ہے، انھوں نے کہا بیٹا آپ کی سوچ بہت اچھی ہے، اور ختنہ بہت ضروری اور اہم سنت ہے، پاکی کا مسئلہ ہے، لیکن عرب میں پہلے سے ختنہ کا رواج تھا، اس کے باوجود اگر کسی وجہ سے کسی انسان کی ختنہ نہ ہو پاتی تو ایسے مسلمان کو اللہ کے رسول ﷺ کا حکم تھا کہ ایسا شخص یا تو اپنے ہاتھ سے ختنہ کرے یا ایسی عورت سے نکاح کرے جو ختنہ کرنا جانتی ہو، کیونکہ ختنہ سنت ہے، اور ستر چھپانا فرض ہے، تو اگر سنت کو زندہ کرنے کے لئے فرض چھوٹ رہا ہے تو سنت کو ترک کرنا بہتر ہے، بجائے زندہ کرنے کے۔ بہر حال میں نے اپنا ارادہ بدل دیا لیکن پاکی کا مسئلہ تھا، اسلئے ذہن بے چین رہتا تھا، کچھ مہینے بعد میں ممبئی چلا گیا اور کام کر کے جب میرے پاس پیسے جمع ہو گئے تو میں نے ممبئی میں ختنہ کروائی، اور اللہ کا جو حکم ٹوٹا اس کے لئے اللہ سے توبہ کی، اس درمیان میں ہاتھ کڑھائی کا کام سیکھ گیا تھا، اور تین سال بعد ممبئی میں میرا نکاح ہوا، اس وقت میری عمر بیس سال تھی، آپ کو کیا بتاؤں کہ اللہ نے مجھے بیوی کے روپ میں کیسا اچھا تحفہ دیا۔

بہر حال بات لمبی ہوگئی ہے اس لئے سمیٹتا ہوں، قریب بارہ سال بعد میری دعوت پر میرے دونوں بھائی اسلام میں داخل ہو گئے، میں نے دونوں کو چار چار مہینے کی جماعت میں بھیجا، لیکن مجھ سے چھوٹے والے بھائی کو خاندان والوں نے ہی گولی مار دی اور وہ شہید ہو گیا، چھوٹا بھائی موجود ہے، اگر حضرت کہیں گے تو آئندہ کبھی اس کی کارگذاری بھی آپ کو پڑھنے کو ملے گی انشاءاللہ

آخر میں آپ سب سے گذارش یہ ہے کہ کیا آپ لوگ نہیں چاہتے کہ مجھ جیسے اور لوگ نکل کر آئیں؟ کیا آپ لوگ نہیں چاہتے کہ پھر کوئی بچہ تمام مسلمانوں کو ختم کرنے کا پلان نہ بنائے؟ کیا آپ لوگ نہیں چاہتے کہ جب کوئی پیارے نبی ﷺ کے بارے میں سوال کرے تو اس کو صحیح جواب ملے؟ کیا آپ نہیں چاہتے کہ جو اسکول کے زمانہ میں ہی سچ سے روبرو ہو جانا چاہے، اب کوئی بچہ سچ کی تلاش کے لئے اتنے زمانہ تک اور اتنا لمبا سفر نہ کرے؟ کیا آپ کو ان لوگوں پر ترس نہیں آتا جو ایشور کو راضی کرنے کے لئے کتنی پریشانیاں اٹھا رہے ہیں، لیکن کوئی سچ بتانے کو تیار نہیں؟ اگر آپ چاہتے ہیں کہ اب آگے ایسا کسی کے ساتھ نہ ہو، تو سوچنے سے نہیں کام نہیں چلے گا، یہ کام تو دعوت کا کام کرنے سے ہوگا، میرے بھائی، آپ دعوت کا کام کریں گے تو آپ کو مجھ جیسا بھائی ملے گا، جو آپ کا بازو بن کر آپ کی طاقت بنے گا، سستی چھوڑو، اٹھو میرے بھائی، اور سمجھو اس ذمہ داری کو، جس کے لئے اللہ نے ہمیں بھیجا ہے، اور ہماری تعریف کی ہے، یقیناً لکھنے میں بہت غلطیاں ہوئی ہوں گی، اس کے لئے معافی چاہتا ہوں اور دعا کی درخواست ے ساتھ اپنی بات ختم کرتا ہوں۔

یاد رفتگاں اور ایصال ثواب

جامعہ پھلت کے ایک استاذ مولانا سلمان مغیثی ندوی کے والد محترم جناب قاری جمشید کا ۲۱/دسمبر کی رات کو حرکت قلب بند ہونے سے اچانک انتقال ہو گیا۔

محمد پور معافی متصل کھتولی کے ایک ندوی فاضل مولوی محمد سیف ندوی کے والد عبدالرحمٰن صاحب نے ۱۵/دسمبر کی رات کو اتوار کے دن اس دار فانی کو الوداع کہا۔

ہماری جامعہ کے مطبخ کے اسٹاف کے ایک رکن محمد مستقیم باورچی کی والدہ محترمہ کا ۵/نومبر کو حادثہ وفات پیش آیا۔

ان تمام کیلئے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

پی۔ڈی۔ایف۔#محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

نعت شریف

زہے نصیب کہ نسبت ہے اس مدینے سے
نجاتِ دہر ہے وابستہ جس سفینے سے

یہ جائے عشق ہے قلب ونگہ کو دھولینا
ہرایک گام اٹھانا یہاں قرینے سے

ہوس کے طوق وسلاسل مثال موم ہوئے
اٹھی ہے عشق نبی کی جو آگ سینے سے

نبی کے شہر میں جو دو گھڑی گذر جائے
عزیز تر ہے وہ عمرِ طویل جینے سے

کہاں گلوں کو میسر وہ خوشبوئیں حیدؔر
عطا ہوئی ہیں جو سرکار کے پسینے سے

قدم بڑھاؤ زمانہ میں اذن عام کرو
خدا کے دین کی دعوت کا التزام کرو

بھٹک رہے ہیں جو وحدت کی پیاس میں دردر
شراب وحدت اسلام ان کے نام کرو

حیدر اغوانی
جامعہ امام ولی اللہ پُھلت

نعت شریف

یہ کائنات یہ ہر چیز کی نمو کیا ہے؟
سوائے صدقۂ محبوب چار سو کیا ہے؟

یہ تیرے شعر، یہ لہجہ، یہ گفتگو کیا ہے
حفیظ فیضِ محمدؐ ہے ورنہ تو کیا ہے

کوئی بھی دنیا کی خوشبو نہیں مثال اس کی
مقابل ان کے پسینے کے مشک بو کیا ہے

وہ دل ہی کیا ہے جو ان پر فدا نہ ہو جائے
اور ان کی نذر نہ ہو جائے تو لہو کیا ہے

نبیؐ کے شہر میں مدفن، ہے آرزو دل کی
اب اس کے بعد کوئی اور آرزو کیا ہے

ہے جس کا عشقِ محمدؐ میں چاک پیراہن
وہ یونہی خوش ہے اسے حاجتِ رفو کیا ہے

کبھی مدینے کی یادیں کبھی حضورؐ کا ذکر
زہے نصیب مرا شوق و جستجو کیا ہے

ہے میری پیاس کا حاصل تو بادۂ کوثر
مئے حرام یہ جام اور یہ سبو کیا ہے

رسولِ حق کی رسالت کا جو نہیں قائل
وہ کیا ہے؟ کون ہے؟ اوراس کی آبرو کیا ہے

حفیظ محمود بلند شہری

پی۔ڈی۔ایف۔#محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

پانچ نبوی دعائیں

اہمیت ومعنویت

مفتی محمد عبداللہ قاسمی، موبائل: 8688514630

دعاء ایک بہترین عبادت ہے،تواضع وفروتنی کا عظیم مظہر ہے،خالق ومخلوق کے مابین تعلق وارتباط کا وسیلہ ہے، مصائب اور پریشانیوں سے گلوخلاصی کے لئے نسخۂ اکسیر ہے، جسے دُعا جیسی قیمتی دولت میسر آ گئی گویا اسے دونوں جہاں کی فلاح و کامیابی حاصل ہوگئی،اللہ کی رضاوخوش نودی کا پروانہ اس کے ہاتھ آ گیا، یہ وہ شاہ کلید ہے جوسخت اورنا موافق حالات میں انسان کی مونس و غم خوارثابت ہوتی ہے،اورمصائب کے ہجوم اورستم گاریوں کے تلاطم میں اس کی مددکرتی ہے، یہ وہ جوہر ہے جس کے ذریعہ بندہ اپنے رب سے فضل ورحمت کا خواست گار رہوتا ہے،اوراپنی زندگی کے سفرکوترقی وکامیابی کی شاہ راہ پرمحوسفر رکھتا ہے۔

اللہ تبارک وتعالی نے اپنے بندوں کودعاء مانگنے کا حکم دیا ہے اوردعاء سے پہلوتہی کرنے والوں کے لئے بڑی سخت وعید بیان کی ہے،اللہ تبارک وتعالی کا ارشاد ہے:اورتمہارے پروردگار نے کہا ہے کہ مجھے پکارو، میں تمہاری دعائیں قبول کروں گا،، بے شک جولوگ تکبر کی بناء پر میری عبادت سے منھ موڑتے ہیں وہ ذلیل ہوکر جہنم میں داخل ہوں گے (الغافر:۶۰) اللہ کے رسول ﷺ نے بھی امت کواللہ جل شانہ سے دعائیں مانگنے کی ترغیب دی ہے،اوراس باب میں امت کو بڑی واضح ہدایات اوررہنمائی فراہم کی ہیں،اللہ کے رسول ﷺ...... جوعبدیت وبندگی کی مجسم تصویر تھے،تواضع وانکساری کا بہترین نمونہ تھے...... نے اللہ جل شانہ سے خوب دعائیں مانگی ہیں،اللہ کے نبی کی دعاؤں کومحدثین نے محفوظ کیا ہے،اورپوری دیانت داری کے ساتھ امت تک ان کو پہنچایا ہے۔ یہ دعائیں کیا ہیں؟ ایک طرف خدائے وحدہ لاشریک لہ کی شانِ کبریائی کا اعلان ہے،تو دوسری طرف شہنشاہ مطلق کے دربار میں بندہ کی عاجزی وانکساری کا اظہار ہے،ایک طرف خالق کائنات کی تعریف وتوصیف کا بہترین مجموعہ ہے،تو دوسری طرف خطاؤں اورکوتاہیوں کا بلاجھجک اعتراف ہے، یہ دعائیں مختصر ہونے کے ساتھ نہایت جامع اور پرمغز ہیں، دنیاو آخرت دونوں کی بھلائی کودعاء رسول جامع ہے،ان باتوں کے علاوہ اللہ کے رسول ﷺ کی دعائیں فصاحت وبلاغت کا بہترین مرقع ہیں، چھوٹے چھوٹے جملوں کی بے ساختہ بندش،استعارات اورتشبیہات کی حلاوت ومٹھاس یہ وہ چیزیں ہیں جوعربی زبان سے شغف رکھنے والوں کے ادبی ذوق کوغذا کا سامان فراہم کرتی ہیں،اوران کے تخیلات وتصورات کوایک نئی سمت عطا کرتی ہیں۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک جامع دعاء جوآپ ﷺ بکثرت اللہ جل شانہ سے مانگا کرتے تھے،کنزالعمال میں مذکور ہے،وہ دعا یہ ہے: **اللھم انی اسالک الصحۃ والعفۃ والامانۃ وحسن الخلق والرضا بالقدر** (کنزالعمال، حدیث نمبر:۳۶۵۰) اے اللہ !میں آپ سے صحت،عفت و پاکدامنی،امانت داری،حسن اخلاق اور تقدیر پر راضی رہنے کا سوال کرتا ہوں۔اس مختصر سے جملہ میں اللہ کے رسول ﷺ نے پانچ دعائیں مانگی ہیں:

صحت وعافیت: صحت وتندرستی اللہ جل شانہ کی عظیم نعمت ہے، یہ وہ دولت بیش بہا ہے جس کا دنیا میں کوئی بدل نہیں، صحت اورعافیت ہے تو دنیا کی تمام رعنائیاں اوراس کے دلآویز مناظر مشام جاں کومعطر کرتے ہیں،اورقلب ودماغ کوفرحت و تازگی بخشتے ہیں،اوراگرکوئی صحت وتندرستی کی نعمت سے محروم ہے تو یہ کائنات اپنی وسعت وکشادگی اوراپنی سحر خیز جلوہ آرائی کے باوجود تنگ اورتاریک معلوم ہوتی ہے؛اسی لئے اللہ کے رسول

پی۔ڈی۔ایف۔#محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

ﷺ نے یہ قیمتی دولت اللہ جل شانہ سے مانگی ہے، اور امت کو یہ دولت اللہ جل شانہ سے مانگتے رہنے کی تلقین کی ہے، ایک روایت میں ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ ایک صحابی کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے، کیا دیکھتے ہیں کہ جسم کا ایک کمزور ڈھانچہ ہے جو تنے کی طرح سوکھ گیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم اللہ تبارک وتعالی سے صحت اور تندرستی کی دعاء نہیں مانگتے؟ اس نے کہا: میں یہ دعا کرتا ہوں کہ اے اللہ آخرت میں جو آپ مجھے سزا دیں گے وہ سزا دنیا ہی میں مجھے دے دیجئے، آپ ﷺ نے فرمایا: سبحان اللہ! کیا تم اس کی طاقت رکھتے ہو؟ آپ نے فرمایا: تم اللہ سے یوں دعاء کرو: اے ہمارے پروردگار! آپ ہمیں دنیا و آخرت میں بھلائی عطا فرمایئے، اور ہمیں جہنم کے عذاب سے محفوظ رکھئے۔ جس طرح بندے سے یہ مطلوب ہے کہ وہ اللہ تبارک وتعالی سے صحت وعافیت مانگے، اور مہلک بیماریوں سے حفاظت کی دعا کرے، اسی طرح شرعا بندے سے یہ بھی مطلوب ہے کہ وہ صحت وتندرستی کو برقرار رکھنے کے لئے احتیاطی تدابیر بھی اختیار کرے، اور ایسی چیزوں سے کنارہ کشی اختیار کرے جو صحت کے لئے نقصان دہ ہوں، آج ہمارے سماج میں بہت سی ایسی چیزیں عام ہوگئی ہیں جو صحت انسانی کو تباہ و برباد کرنے والی ہیں، اور انسان کے جسم کو کھوکھلا کر دینے والی ہیں، مثلاً شراب، سگریٹ، گٹکھا اور دیگر نشہ آور اشیاء، یہ چیزیں ہمارے معاشرے کا لازمی حصہ بن چکی ہیں، اور امیر وغریب، مرد وعورت، بوڑھے وجوان، ہر ایک اس کا عادی بن چکا ہے، اور ہماری نسل نو میں ان چیزوں کی ایسی لت پڑ گئی ہے کہ چھوٹنے کا نام نہیں لیتی، ایک رپورٹ کے مطابق دنیا بھر میں اسّی فیصد منشیات کا استعمال ترقی پذیر ممالک میں کیا جا رہا ہے، منشیات کے عادی لوگوں میں ساٹھ فیصد لوگوں کی عمر پندرہ تا تیس سال کے درمیان ہے، جس سے واضح ہوتا ہے کہ منشیات کی بڑھتی ہوئی لعنت کس طرح ہمارے نوجوان اور آنے والی نسلوں کے لئے زہر قاتل ثابت ہو رہی ہے، ظاہر ہے

کہ یہ ایک افسوس ناک صورتِ حال ہے، جو فوری طور پر اصلاح طلب ہے، ایسے حالات میں والدین کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی اولاد کو نشہ آور اشیاء سے دور رکھیں، سگریٹ، گٹکھا والے دوست و احباب کے ساتھ میل جول رکھنے سے منع کریں، نشہ کے استعمال سے پیدا ہونے والی بیماریوں اور ان کے مہلک نتائج سے انہیں روشناس کرائیں، اور اس سلسلہ میں کسی قسم کی رعایت نہ برتیں۔

عفت وپاک دامنی: دوسری دعاء جو اللہ کے رسول ﷺ نے مانگی ہے اور امت کو یہ دعاء مانگتے رہنے کی تلقین کی ہے وہ عفت وپاکیزگی ہے، عفت وپاکیزگی ایک بہترین اور قیمتی وصف ہے، اللہ تبارک وتعالی کی رضا وخوش نودی کا ذریعہ ہے، یہ وہ انمول جوہر ہے جو انسان کو متقی اور پرہیزگار بناتا ہے، اور میدانِ محشر کے ہولناک عذاب اور قیامت خیز مناظر سے بندہ مومن کو محفوظ رکھتا ہے، عفت وپاک دامنی کا مفہوم یہ ہے کہ انسان اپنی قوتِ شہوانی کو کنٹرول میں رکھے، اور زنا وبدکاری سے خود کو محفوظ رکھے، اور غلط وحرام جگہوں میں اپنے شہوانی جذبہ کی تسکین نہ کرے، آج کے اس تیرہ وتاریک دور میں جب کہ مغربی تہذیب کا زہر ہلاہل ہمارے معاشرہ میں سرایت کر گیا ہے، اور وقت گزرنے کے ساتھ فرنگی تہذیب کا سیل بلا خیز مسلم سماج کو بڑی تیزی کے ساتھ اپنی لپیٹ میں لیتا جا رہا ہے، اس کے نتیجہ میں بہت سے معاصی اور سیئات جن سے اسلامی تہذیب وثقافت کے حامل معاشرہ میں بچنا اور ان سے کنارہ کشی اختیار کرنا آسان اور سہل تھا، آج کے دور میں قدرے دشوار اور مشکل ہوگیا ہے، آج گھر کی چہار دیواری سے باہر نکلیں! ہر طرف قدم قدم پر روکشان حور کی تجلّی ہے، تو دوسری طرف ساز ونغمہ کا زیر وبم ہے، وصل کے بے پردہ مضامین پر مشتمل موسیقی کی گھن گرج ہے، گھر گھر ٹی وی اور وی سی آر پہنچ چکا ہے، اسمارٹ فونز اور وائی فائی کا فتنہ ہر گھر پر دستک دے رہا ہے، ملٹی میڈیا موبائیل کی گونا گوں سہولیات اور سستے داموں میں ملنے والے انٹرنیٹ ڈاٹا کے امتزاج نے جو تباہی

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

مچائی ہے کہ الامان والحفیظ، اس نے حسن عفت کا نقاب الٹ کر رکھ دیا، اور قلب ونظر کی پاکیزگی پر ایسا شب خون مارا کہ ایمان ویقین کی بنیادیں متزلزل ہوگئیں، اور نوجوان طبقہ کی صحت وتندرستی کا دیوالیہ ہوگیا، وہ چہرہ جسے ایمان ویقین کے موج نور میں غرق ہونا چاہیے تھا آج اس کے خدوخال ناکام محبت کی گواہی دے رہے ہیں، وہ قلب ودماغ جس میں عشق الٰہی کی انگھیٹی سلگنی چاہیے تھی، اور اس میں لقائے محبوب کی تمنا کروٹ لینی چاہیے تھی آج وہ متعدد لالہ رخوں اور زہرہ جمالوں کی حسرت گاہ بنا ہوا ہے، ظاہر ہے کہ یہ صورتِ حال کافی افسوس ناک اور غم انگیز ہے، اور ہر باشعور مسلمان کے دل ودماغ کو جھنجھوڑنے والی ہے۔

عفت وپاک دامنی کے جوہر سے آراستہ ہونے کے لئے سب سے اہم اور بنیادی چیز نظر اور دل کی حفاظت ہے، اگر انسان نے غیر محرم لڑکیوں سے اپنی نظر کو بچالیا، اور عنفوان شباب کے اندر دل میں جو گندے اور صنفی خیالات ابھرتے ہیں ان سے اپنے دل کے آئینہ کو صاف وشفاف رکھا، تو ایسے انسان کے لئے عفیف اور پاک دامن رہنا بہت آسان اور سہل ہے، اسی وجہ سے اللہ جل شانہ نے مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو نگاہ نیچی رکھنے کا حکم دیا ہے، (النور:۳۰) اور اللہ کے رسول ﷺ نے نظر کی حفاظت کرنے پر بڑی خوش خبری سنائی ہے، اور بدنگاہی کو شیطان کا زہر آلود تیر قرار دیا ہے، جو انسان کے ایمان ویقین کے قیمتی سرمایہ کو نقصان پہنچاتا ہے، اور عبادتوں کے لذت ولطف کو ختم کر دیتا ہے، اسی وجہ حضرت خواجہ مجذوبؒ فرمایا کرتے تھے کہ جب کسی قامت گلفام پر اچانک نظر پڑ جائے تو ان کے رخساروں کی سرخی کو جہنم کی آگ سمجھ کر ربنا وقنا عذاب النار پڑھو، اور اس سے پناہ چاہو۔

امانت داری: تیسری دعاء جو اللہ کے رسول ﷺ نے مانگی ہے، اور امت کو اس کی تلقین کی ہے وہ امانت اور دیانت داری ہے، امانت داری کا لفظ اپنے جلو میں بہت گہرا اور وسیع مفہوم رکھتا ہے، اگر اس کا مفہوم انسان کما حقہ سمجھ لے، اور اس قیمتی وصف کو اپنی زندگی کا حصہ بنالے تو اس کی پوری زندگی شریعت کے رنگ میں رنگ جائے گی، اور اللہ جل شانہ کی رضا وخوش نودی کا حصول اس کی زندگی کا مقصد اور محور بن جائے گا، امانت داری کا مفہوم صرف یہی نہیں ہے کہ کسی نے آپ کے پاس کوئی قیمتی چیز امانت رکھوائی، اور آپ نے اس کو اسی حالت میں واپس کر دیا؛ بلکہ امانت داری کے دائرے میں یہ بات بھی آتی ہے کہ شریعت کے سارے احکام کو اپنی زندگی کے اندر نافذ کیا جائے، اور اوامر و نواہی کو بجالانے میں کسی قسم کی کوتاہی نہ کی جائے، کیوں کہ اللہ تبارک وتعالی کا ارشاد ہے: بلاشبہ ہم نے آسمانوں، زمینوں اور پہاڑوں پر امانت (شریعت کے احکام) کو پیش کیا تو وہ اس کے اٹھانے پر آمادہ نہیں ہوئے، اور ڈر گئے، اور انسان نے اس کو اٹھالیا، بے شک وہ اپنی جان کو مشقت میں ڈالنے والا بڑا ناداں ہے۔ (الاحزاب:۷۰) اسی طرح امانت داری کے مفہوم میں یہ بات بھی داخل ہے کہ اللہ نے اس کو جو صحت اور تندرستی عطا کی ہے بن مانگے اس کو آنکھ، کان، ناک اور صحیح سالم اعضاء عطا کئے ہیں، ان کو اللہ کی طاعت وفرماں برداری میں مشغول رکھے، اور اللہ جل شانہ کی حرام کردہ چیزوں سے دور اور نفور رہے، ہر وہ چیز جس سے دوسروں کا حق متعلق ہے اس کی حفاظت ونگہداشت کرنا اور حق داروں تک ان کے حقوق پہنچانا بھی امانت میں داخل ہے، دوسروں کے حقوق میں خرد برد کرنا خیانت ہے، الغرض اللہ جل شانہ سے امانت داری کا سوال بڑا گہرا اور وسیع مفہوم رکھتا ہے۔

حسن اخلاق: حسن اخلاق کامل ایمان کی پہچان ہے، اسلام اور مسلمانوں کا طرۂ امتیاز ہے، جنت میں داخل ہونے کا ذریعہ اور سبب ہے، اللہ کی رضا وخوش نودی کا جلی عنوان ہے، حسن اخلاق وہ قیمتی زیور ہے جس سے آراستہ ہونے والے شخص کو آپ ﷺ کا محبوب ہونے کی بشارت سنائی گئی ہے، اور بروز محشر اس کو آپ ﷺ سے قریب ہونے کی خوش خبری دی گئی ہے، یہ وہ بیش بہا وصف ہے جس کی تکمیل کے لئے آپ ﷺ کو مبعوث کیا

پی۔ڈی۔ایف۔#محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

گیا ہے، اور اس کو کمال ایمان کا معیار قرار دیا گیا ہے، خوش اخلاق اور خوش اطوار انسان خالق ومخلوق ہر دو کی نگاہوں میں محبوب اور منظور نظر ہوتا ہے، معاشرے کے افراد کے مابین اس کو مرجعیت عام اور مقتدایانہ حیثیت حاصل ہوتی ہے، اور دوست و دشمن ہر ایک کے لئے وہ مرکز محبت وعقیدت ہوتا ہے۔

حسن اخلاق وہ زیور ہے جو انسان کو زینت عطا کرتا ہے، اور شخصیت کو پرکشش بناتا ہے، جو انسان اعلی اخلاق وکردار کا حامل ہوتا ہے لوگ اس کی طرف کھنچتے چلے آتے ہیں، اور اس کی باتوں کو بڑی اہمیت اور توجہ کے ساتھ سنتے ہیں، آج مجموعی طور پر ہم مسلمانوں سے اخلاق کا قیمتی جوہر رخصت ہوتا جارہا ہے، کردار کی پختگی اور شخصیت کی دلبری ہم میں عنقا اور ناپید ہوتی جارہی ہے، تحمل وبردباری اور ایک دوسرے کو برداشت کرنے کا جذبہ سرد پڑتا جارہا ہے، ایثار وہمدردی اور اخوت ومحبت ہمارے سماج سے ختم ہوتا جارہا ہے، صبر آزما اور ناگفتہ بہ حالات میں ایک دوسرے کا تعاون کرنے اور مدد کرنے کا مزاج کم ہورہا ہے، جس کے نتیجے میں ایک طرف ہمارے معاشرے میں باہم جھگڑے ہورہے ہیں، ایک دوسرے کے عیوب کو ہم اچھال رہے ہیں، مسلمان بھائیوں کی عزتوں کو ہم پامال کررہے ہیں، ہمارے دلوں میں معمولی معمولی باتوں کی وجہ سے خود اپنے دینی بھائیوں کے تئیں نفرت وعداوت کے شرارے بھڑک رہے ہیں، تو دوسری طرف ہماری اس صورت حال کی وجہ سے غیروں کو ہم پر ہنسنے کا موقع مل رہا ہے، اور اسلام اور مسلمانوں کے حوالہ سے غلط اور منفی پیغام لوگوں کو پہنچ رہا ہے، جس کی وجہ سے وہ دین اسلام سے متوحش ہورہے ہیں، اور اللہ کے رسول ﷺ کے لائے ہوئے ابدی وسرمدی پیغام کی غلط تصویر غیر مسلموں کے ذہنوں میں بیٹھ رہی ہے، لہٰذا ہماری دینی وملی ذمہ داری ہے کہ ہم اللہ جل شانہ سے حسن اخلاق کی دولت مانگیں، اور بلند اخلاق وکردار سے خود کو متصف کریں، اور اس کے لئے کسی اللہ والے اور صاحب نسبت بزرگ کی صحبت میں رہیں، اور اپنی عملی واخلاقی کمزوریوں کو دور کرنے کے لئے سنجیدہ اور منظم کوشش کریں۔

تقدیرالٰہی پر رضامندی : پانچویں اور آخری دعاء جو سرورِ کائنات ﷺ نے اللہ تبارک وتعالی سے مانگی ہے، اور امت کو یہ دعا مانگتے رہنے کی تعلیم دی ہے وہ تقدیر پر راضی رہنا ہے، تقدیر پر راضی رہنے کا مطلب یہ ہے کہ انسان پر جب اچھے اور خوش کن حالات آئیں تو اللہ جل شانہ کا شکر بجالائے، اور ذہن میں یہ مستحضر رکھے کہ یہ اچھے حالات میری کسی طاقت و قوت کا کرشمہ نہیں ہیں، نہ اس میں میرے زور بازو اور پرانے تجربات کا دخل ہے، نہ یہ میری فطری ذہانت اور فطری استعداد کا نتیجہ ہے؛ بلکہ یہ محض اللہ کا خاص فضل وانعام ہے جس سے اللہ نے مجھ کو بغیر استحقاق کے نوازا ہے، اور اپنے بعض بندوں پر مجھ کو فوقیت عطا کی ہے، لہٰذا اب میری ذمہ داری ہے کہ اللہ نے جو نعمت اور دولت مجھے عطا کی ہے اس سے شریعت کے دائرہ کار میں رہتے ہوئے خود بھی فائدہ اٹھاؤں، اور بندگانِ خدا کی راحت رسانی کا بھی اس سے سامان کروں۔ اور اگر کوئی غم اور مصیبت پہنچے، سخت اور دل فگار حالات سے انسان دوچار ہوجائے تو انسان صبر کرے، اور اس سے نجات پانے کے لئے جائز تدابیر اختیار کرے، جزع فزع کرنا، گریبان چاک کرنا، کپڑے پھاڑنا یہ سب رضا بالقضاء کے منافی ہے، اسی طرح یہ بات بھی رضا بالقضاء کے منافی ہے کہ انسان مصیبت وپریشانی سے گلوخلاصی کے لئے ناجائز اور حرام تدابیر کا سہارا لے، مثلاً نجومیوں، کاہنوں اور جادوگروں کے پاس جانا، ان کی باتوں کی تصدیق کرنا اور ان کے مشوروں پر عمل کرنا یہ سب بھی تقدیر پر صحیح ایمان نہ ہونے کا نتیجہ ہے، اسی طرح سخت حالات سے دل گرفتہ ہوکر خودکشی کرلینا بھی تقدیر پر راضی نہ ہونے کی علامت ہے، اس لئے اللہ کے نبی ﷺ کی یہ دعاء بھی کافی اہمیت کی حامل ہے۔

پی۔ڈی۔ایف۔#محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

چار اہم سوال؟

مولانا سید احمد ومیض ندوی (حیدرآباد) Mob: 09440371335

گذشتہ دنوں احقر جنوبی ہند کی ایک مؤقر جامعہ سے شائع ہونے والے مجلّہ کے خصوصی شمارے پر طائرانہ نظر ڈال رہا تھا کہ ایک مختصر سے ڈبے میں دیئے گئے مذکورہ بالا عنوان ''چار اہم سوال'' پر نگاہ ٹھہری، عنوان کے تحت دیا گیا اقتباس کچھ یوں تھا ''۱۹۹۵ء کی بات ہے قاہرہ میں ایک مجلس میں فیصل ایوارڈ یافتہ حضرات کو اظہار خیال کا موقع دیا گیا ان میں بوسنیا کے صدر علی عزت بیگوچ بھی تھے انہوں نے اپنے مقالہ کے اخیر میں کہا کہ میرے ذہن میں چار سوال ہیں، میں چاہتا ہوں کہ جو ان کا تسلی بخش جواب دے، اسے خدمتِ اسلام کا فیصل ایوارڈ ملے۔

(۱) پہلا سوال یہ کہ امت مسلمہ جسے اللہ تعالیٰ نے پہلی وحی میں ''اقــرأ'' (پڑھ) کا درس دیا ہے اس وحی کو نازل ہوئے آج تقریبا چودہ سو سال ہورہے ہیں، اس کے باوجود اس امت کی اکثریت ناخواندگی کا شکار کیوں ہے؟؟

(۲) دوسرا سوال یہ کہ اسلام میں وقت کی پابندی پر زور دیا گیا ہے، مثلا: نماز کا وقت مقرر ہے روزہ کا مہینہ مقرر ہے، زکوٰۃ کا وقت مقرر ہے، حج کی تاریخ مقرر ہے، لیکن دنیا میں سب سے زیادہ وقت کا ضیاع مسلمان کرتے ہیں کیوں؟ وقت کی پابندی کے تئیں ان کی غفلت کا یہ عالم ہے کہ چند سال پہلے ''رباط'' میں تنظیم اسلامی (OIC) کی ایک چوٹی کانفرنس ہوئی جس میں مسلم ممالک کے بادشاہ صدور وغیرہ شریک تھے، یہ کانفرنس ۹ گھنٹے تاخیر سے شروع ہوئی۔

(۳) تیسرا سوال یہ کہ اسلام نے طہارت ونظافت کو نصف ایمان قرار دیا ہے، اس کی ہر عبادت طہارت اور صفائی ستھرائی سے وابستہ ہے، مگر کیا بات ہے کہ مجموعی طور پر مسلمان صفائی ستھرائی کے معاملے میں سب سے پیچھے ہیں؟؟

(۴) آخری سوال یہ کہ اسلام میں توحید کے بعد اتحاد کو بڑی اہمیت حاصل ہے، مگر کیا وجہ ہے کہ امت مسلمہ سب سے زیادہ اختلاف وانتشار کا شکار ہے؟؟ (راہ اعتدال ستمبر ۲۰۰۷)

علی عزت بیگوچ ایک صاحب بصیرت دانشور، ایک عظیم مسلم قائد گذرے ہیں، وہ عالمی حالات سے گہری واقفیت کے ساتھ قوموں کے عروج وزوال کی تاریخ کا گہرا مطالعہ رکھتے تھے انہیں ان کی اسلامی خدمات پر شاہ فیصل ایوارڈ سے نوازا گیا تھا، بوسینا کے سابق صدر علی عزت بیگوچ نے جن چار سوالوں کو اٹھایا ہے وہ فی الواقع اہمیت کے حامل ہیں، انہوں نے اپنے ان سوالات میں مسلمانوں کے تعلق سے جن چار مسائل کا تذکرہ کیا ہے ان سے انکار نہیں کیا جاسکتا، تعلیمی پسماندگی ہی کو لیجئے جو آج ہر جگہ مسلمانوں کی پہچان بن گئی ہے، غیر مسلم معاشروں میں مسلمان ایک ناخواندہ ان پڑھ قوم کی حیثیت سے متعارف ہیں، جب کہ مسلمانوں کو سب سے پہلا جو سبق دیا گیا وہ پڑھنے ہی سے تعلق رکھتا ہے، مذاہب عالم میں صرف اسلام ہی واحد مذہب ہے جو پڑھنے اور حصول علم کو عبادت کا درجہ دیتا ہے، قرآن وحدیث میں اگر چہ علم کا حقیقی مصداق معرفتِ الٰہی تک پہنچانے والا علم ہے لیکن علم نافع اور تسخیر کائنات والے علم کے تعلق سے بھی بار بار ترغیب دی گئی ہے، سب سے پہلے انسان حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے علم الاسماء عطا فرمایا پھر انہیں خلافتِ ارضی کا اہل قرار دیا گیا، نیز علم کے ذریعہ فرشتوں پر فوقیت عطا کر کے انہیں مسجود ملائکہ بنایا گیا، پہلی وحی میں قرأت، علم، تعلیم اور قلم جیسے الفاظ کو لاکر علم کی اہمیت کو اجاگر کیا گیا، غزوہ بدر کے موقع پر کافر قیدیوں کی رہائی کے لئے یہ شرط رکھی گئی کہ ان میں جو لکھنا پڑھنا جانتے ہیں وہ مسلمانوں کو لکھنا پڑھنا سکھائیں، پیغمبر اسلام ﷺ نے جس امت کو علم واخلاق کی بنیادوں پر کھڑا کیا تھا آج وہ امت تعلیم سے کوسوں دور ہے، ملکی سطح پر مسلمان تعلیم میں پسماندہ ہیں اور عالمی

پی۔ ڈی۔ ایف۔ # محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

سطح پر بھی، ابھی گذشتہ دنوں سول سروسیز امتحانات کے نتائج کا اعلان کیا گیا، ملک بھر میں جملہ ۱۱۲۲ کامیاب امیدواروں میں صرف ۳۴ مسلمان کامیاب ہوسکے، ٹاپ ۱۰۰ میں صرف ۴ مسلمانوں نے جگہ پائی، پچھلے ۵ سالوں کے نتائج کا جائزہ لیا جائے تو مسلم امیدواروں کی کامیابی کا فیصد دو سے چار کے درمیان میں رہا، یہ تو سب ہی جانتے ہیں کہ ان امتحانات میں کامیاب ہونے والے امیدوار ہی ملک کے کلیدی عہدوں پر فائز ہوتے ہیں، عملاً ملک کا نظام وہی چلاتے ہیں، سچر کمیٹی کی رپورٹ کے مطابق صرف ۳۰ فیصد مسلم بچے ہی اسکولی تعلیم سے وابستہ ہیں، بقیہ ۷۰ فیصد کو یہ بھی نہیں معلوم کہ اسکول کس چڑیا کا نام ہے، پھر جو بچے اسکول جاتے ہیں ان میں ایک بڑی تعداد درمیان میں ترک تعلیم کردیتی ہے، گذشتہ دنوں دہلی کے مرکز برائے مطالعہ امن (CPS) کی جانب سے ایک رپورٹ منظر عام پر آئی، اس سروے میں ملک کی ۱۵ ریاستوں کا احاطہ کیا گیا اور ۸ ہزار سے زیادہ لوگوں سے سوالات کئے گئے، رپورٹ میں ۲۵۰۰ مسلم بچوں کا جائزہ لیا گیا جنہیں کبھی اسکول جانا نصیب نہیں ہوا اس پر طرہ یہ کہ ۱۷۰۰ بچے ایسے ہیں جنہیں اسکول میں داخل کروایا گیا تھا لیکن پہلے ہی سال اسکول سے نکل گئے، رپورٹ کے مطابق بہار میں جن بچوں کو اسکول میں داخل کروایا جاتا ہے ان میں سے صرف چار فیصد بچے ہی یونیفارم کے متحمل ہوسکتے ہیں، ۷ فیصد بچے ہی کتابیں خرید سکتے ہیں، ۵۶ فیصد بچوں کو کھانا میسر آتا ہے، گجرات میں حالت مزید ابتر ہے جہاں ۳ مسلم بچوں میں سے صرف ایک کے پاس اسکول یونیفارم ہوتا ہے اور ایک تہائی بچوں کو دوپہر کا کھانا نہیں ملتا، گورنمنٹ اردو پرائمری اسکولوں کی حالت زار تو دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے، شہر بنگلور میں تعلیمی شعبہ سے تعلق رکھنے والے ایک بڑے عہدہ دار نے اپنے ساتھ پیش آئے واقعہ کو لکھا ہے: ’’ایک صبح کو نو بجے میں اپنے دفتر کے لئے محلّہ کے ایک گورنمنٹ اردو پرائمری اسکول کے پاس سے گذر رہا تھا کیا دیکھتا ہوں کہ بچے خوشی کے مارے ناچتے تالیاں بجاتے چیخ و پکار کرتے ہوئے اسکول سے نکل رہے ہیں اس منظر کو دیکھ کر میں ٹھٹک گیا، وجہ پوچھی تو بچوں نے کہا آج ہمارے حضرت کے رشتہ دار کی شادی ہے اس لئے اسکول کی چھٹی ہے۔ وہ اپنا ایک اور مشاہدہ یوں بیان کرتے ہیں ’’دوپہر کے کوئی ڈھائی بجے ہماری ٹیم شہر کے ایک اور اسکول پہنچی، وہاں دیکھا کہ بچوں کے شور وغل کی وجہ سے کان میں آواز سنائی نہیں دے رہی ہے، آگے بڑھنے پر لگا کہ جیسے بند کمرے میں بچے آپس میں مار پیٹ کررہے ہیں، جوں ہی کسی نے کمرہ کا دروازہ کھولا ہماری آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں، اس شور وغل میں استانی صاحبہ بینچ پر خراٹے مارتے ہوئے سورہی تھیں اور بچے تاش کھیلنے میں ایک دوسرے پر جھپٹے پڑرہے تھے، ہم پر نظر پڑتے ہی لائق شاگردوں نے استانی صاحبہ کو جگایا تو محترمہ ہڑبڑا کر اٹھیں، نیند میں ڈوبی آنکھوں کو مسلسل مسلتے مسلتے ایک عجیب سی کیفیت میں بولیں، دراصل سر میں درد ہونے کی وجہ سے تھوڑا سا لیٹ گئی تھی، تعلیم کے تعلق سے بڑھتی بے اعتنائی امت مسلمہ کے لئے فالِ نیک نہیں، اس کے لئے ملت کے باشعور طبقہ کو پوری قوت کے ساتھ تعلیمی بیداری کی مہم چلانی ہوگی۔

یہ تو ملکی سطح پر مسلمانوں کی تعلیمی پسماندگی کا جائزہ تھا، عالمی سطح پر بھی مسلمان تعلیم میں بہت پیچھے ہیں، ابھی گذشتہ دنوں دنیا کی ۱۰۰ شہرت یافتہ یونیورسٹیوں کی عالمی درجہ بندی کی رپورٹ منظر عام پر آئی، اس سال کی گئی درجہ بندی میں دنیا بھر کی یونیورسٹیوں میں ۸/ امریکی یونیورسٹیوں نے ٹاپ ۱۰ میں جگہ حاصل کی، ہارورڈ یونیورسٹی دنیا کی سو شہرت یافتہ جامعات میں سرِ فہرست ہے، ان سو یونیورسٹیوں میں مسلم ممالک کی کوئی ایک یونیورسٹی بھی شامل نہیں ہے، بیشتر مسلم ممالک میں تعلیمی شرح قابل اطمینان نہیں ہے، اس کے برخلاف ہمارے دشمن یہودی تعلیم اور سائنس وٹیکنالوجی میں ہم سے آگے ہیں، ۱۰۵ سالوں میں یہودیوں نے ۱۸۰/ نوبل انعام حاصل کئے ہیں جب کہ

پی۔ڈی۔ایف۔#محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

مسلمان صرف ۳؍نوبل انعام حاصل کر سکے حالانکہ آبادی کے لحاظ سے ایک یہودی سو مسلمانوں کے مقابل ہے، کچھ عرصہ قبل امریکی یہودیوں نے ایک ملین ڈالر چندہ اکٹھا کر کے اپنے روحانی پیشوا کے پاس اسرائیل بھیجا، جنہیں چیف ربی کہا جاتا ہے، کہا گیا کہ اس رقم سے ایک عالی شان عبادت گھر تعمیر کیا جائے، چیف ربی نے کہا ہم کون ہوتے ہیں اس حقیر رقم سے اس عظیم پروردگار کے لئے محل تعمیر کرنے والے، اس کی عبادت تو کہیں بھی کی جاسکتی ہے لیکن اسے پہچاننے کے لئے علم کی ضرورت ہے، اس رقم سے ایک تعلیمی اکیڈمی قائم کروتا کہ کوئی بھی یہودی بے علم نہ رہ سکے۔

دوسرے سوال میں اٹھایا گیا مسئلہ بھی اس وقت مسلمانوں کا طرۂ امتیاز بن گیا ہے جبکہ مسلمانوں نے اپنی تاریخ کے جن سنہرے ادوار میں جو کچھ کامیابی حاصل کی تھی وہ وقت کی قدردانی ہی سے حاصل کی تھی، عہد عباسی میں مسلمانوں نے جو سائنسی ترقی کی تھی وہ وقت کے صحیح استعمال کا نتیجہ تھا، پھر بعد کے زمانوں نے قوم مسلم کا زوال وقت کی ناقدری ہی کے سبب ہوا، موجودہ دور میں مسلم نوجوان وقت کا کس بے دردی کے ساتھ قتل کرتے ہیں اس کا اندازہ کرنا ہو تو مسلم محلوں کا دورہ کیجئے، ہر جگہ چبوتروں پر مسلم نوجوانوں کی بھیڑ نظر آئے گی جو گپ شپ میں گھنٹوں ضائع کرتے ہیں، شادی خانوں اور دعوتی پروگراموں میں کھانے کے انتظار میں گھنٹوں گذر جاتے ہیں، دعوت ناموں میں بعد نماز عشاء تحریر ہوتا ہے جب کہ دولہا پہنچنے تک بسا اوقات گیارہ بارہ بج جاتے ہیں، ہمارے مذہبی جلسوں کا حال بھی کچھ کم ابتر نہیں، اکثر جلسے وقت پر شروع نہیں ہوتے، جلسوں کے منتظمین وقت پر شروع کرنا بھی چاہیں تو سامعین کی تاخیر سے حاضری رکاوٹ بنتی ہے، یہ اس قوم کا حال ہے جس کے مذہب میں سب سے زیادہ وقت کی قدردانی پر زور دیا گیا ہے، قرآن مجید میں زمانہ کی قسم کھا کر وقت کی اہمیت کو اجاگر کیا گیا، اس کے علاوہ کہیں فجر کے وقت کی قسم کھائی گئی تو کہیں چاشت کے وقت کی، کہیں رات و دن کی قسم کھائی گئی، قیامت کے دن ہر انسان سے جو پانچ سوال کئے جائیں گے ان میں سب سے پہلا سوال عمر کے بارے میں ہوگا کہ اسے کن کاموں میں صرف کیا، نبی رحمت ﷺ نے وقت کی قدردانی کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت جانو، موت سے پہلے زندگی کو، بڑھاپے سے پہلے جوانی کو، فقر سے پہلے بے نیازی کو، بیماری سے پہلے صحت کو، اور مشغولیت سے پہلے فراغت کو، نیز آپ نے فرمایا، اللہ کی نعمتوں میں سے دو نعمتیں ایسی ہیں جن کے بارے میں لوگ دھوکہ میں رہتے ہیں، ایک صحت اور دوسرے فراغت، حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کا ارشاد ہے جس نے اپنی عمر کا کوئی دن اس کا حق ادا کئے بغیر گذارا یا کوئی فرض ادا نہیں کیا یا عزت کا کوئی کام نہیں کیا یا قابل تعریف کوئی عمل نہیں کیا یا کسی چیز کی بنیاد نہیں ڈالی یا کوئی علم حاصل نہیں کیا تو اس نے اس دن کا حق ادا نہیں کیا اور اپنے اوپر ظلم کیا، علامہ ابن قیم کا قول ہے کہ وقت کا ضیاع موت سے زیادہ سخت ہے کیونکہ وقت کا ضیاع تم کو اللہ اور اخروی زندگی سے دور کرتا ہے اور موت تم کو دنیا اور دنیا والوں سے دور کرتی ہے، بقول علامہ یوسف القرضاوی کے جو اپنا وقت برباد کرتا ہے وہ خود اپنا نقصان کرتا ہے یہ سلو پوائزن خودکشی ہے جس کا ارتکاب وہ لوگوں کے سامنے کرتا ہے لیکن اس کو کوئی سزا نہیں دیتا، جو لوگ وقت کی ناقدری کرتے ہیں وہ دراصل اپنے اونچے نصب العین سے غافل ہیں، امت مسلمہ کے ہر فرد کو اللہ نے جس مقصد کے لئے برپا کیا ہے، اس کا ادراک ہو جائے تو اسے موجودہ زندگی بہت ناکافی معلوم ہونے لگے، ہماری ذمہ داریاں ہمیں حاصل زندگی سے زیادہ ہیں، اس کے لئے عوام میں بیداری شعور کی مہم چلائی جائے ہم اپنی تقریبات اور پروگراموں میں وقت کی پابندی کا ضروری خیال کریں، ہم اپنے بچوں کو ابتدا ہی سے وقت کی قدردانی کی تعلیم دیں، ہر کام کے لئے ایک وقت مقرر کریں اور اسی وقت میں اسے انجام دیں، صبح بیدار ہونے سے لے کر رات سونے تک

پی۔ڈی۔ایف۔#محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

ہمارے اوقات منضبط ہونے چاہئیں آج کے کام کو کل پر ٹالنا چھوڑ دیں، ملازمت کے اوقات کا بھرپور خیال رکھیں رات عشاء کے بعد کوئی خاص دینی یا دنیوی مصروفیت نہ ہو تو جلد سونے کا اہتمام کریں، گھروں سے ٹی وی کلچر کا خاتمہ کریں، ٹی وی ہماری بربادی کا سب سے بڑا ذریعہ بن گیا ہے، رات ۱۲ ایک بجے تک ٹی وی بینی میں قیمتی وقت ضائع ہوتا ہے رات کے وقت کا ضیاع ہمیں صبح بیداری میں رکاوٹ بنتا ہے، جس سے فجر کی نماز ضائع ہوتی ہے، اوقات کی قدردانی کی ایک شکل یہ ہے کہ آدمی رفاہی خدمات اور سوشیل ورک میں زیادہ سے زیادہ حصہ لے تاکہ اس کا کوئی وقت فارغ نہ رہے۔

تیسرا سوال نظافت اور صفائی سے متعلق ہے، یہ بات فی الواقع حیرت انگیز ہے کہ سب سے زیادہ نظافت پر زور دینے والا مذہب اسلام ہے، اور نظافت سے سب سے دور قوم، قوم مسلم ہے، ایک نماز ہی کو لیجئے اس کی درستگی کے لئے بدن کا پاک ہونا ضروری ہے، کپڑوں کا پاک ہونا ضروری ہے، پھر جس جگہ نماز ادا کی جائے اس کا پاک ہونا ضروری ہے، وضو کے بغیر نماز ممکن نہیں، ایک مسلمان کو دن میں پانچ مرتبہ اعضائے وضو کو دھونا پڑتا ہے، اتنا ہی نہیں راستہ کو صاف رکھنا ایمان کا شعبہ قرار دیا گیا، ارشاد نبوی ہے: ایمان کی ستر سے زیادہ شاخیں ہیں، اعلیٰ شاخ لا الہ الا اللہ کا اقرار اور ادنی شاخ راستہ سے تکلیف دہ چیز کو ہٹانا ہے، (الجامع الصغیر: ۲۸۰۰) قرآن میں کپڑوں کی صفائی سے متعلق فرمایا گیا: **وثیابک فطهر** اور اپنے کپڑوں کو صاف ستھرا رکھو، اتنا ہی نہیں گھروں کے صحنوں سے متعلق حکم دیا گیا کہ انہیں صاف رکھا جائے، **الطهور شطر الایمان** کہہ کر طہارت کو نصف ایمان قرار دیا گیا، نبی ﷺ کے زمانہ میں کسی نے مسجد کی دیوار پر تھوک دیا تھا نبی کریم ﷺ کو بے حد ناگوار گذرا، آپ نے اپنے دستِ مبارک سے اس گندگی کو صاف کیا اور اس کی جگہ خوشبو لگادی، (سنن ابو داؤد: ۴۷۹) اسلام میں نظافت کی اس قدر اہمیت کے باوجود ہم اس تعلق سے انتہائی کوتاہ واقع ہوئے ہیں، شہروں میں مسلم بستیوں اور محلوں میں جائیے صاف محسوس ہوگا کہ یہ مسلمانوں کا علاقہ ہے، جگہ جگہ کوڑا کرکٹ کا انبار لگا ملے گا، گھروں میں صفائی نام کی چیز نہ ہوگی، عیدالاضحیٰ کے موقع پر سڑکوں اور گلیوں کو جانوروں کی غلاظت سے ایسے آلودہ کیا جاتا ہے کہ ہفتوں تک اس کے اثرات سے چھٹکارا ممکن نہیں، گندگی اور نظافت سے دوری ہماری پہچان بن گئی ہے، ایک عالم دین نے لکھا ہے کہ چند احباب ایک دینی ادارہ کی زیارت کے ارادہ سے ایک شہر گئے انہیں اس ادارے کا پتہ معلوم نہیں تھا، کسی سے انہوں نے پوچھا تو جواب ملا: آپ دائیں جائیے اور سیدھ میں چلے جائیے، جہاں سے گندگیاں نظر آئیں سمجھئے کہ مسلمانوں کا علاقہ شروع ہوا، اس سے گذرتے جائیے جس جگہ گندگیوں اور کوڑا کرکٹ کا انبار نظر آئے رک جائیے وہیں آپ کو اس ادارہ کا سائن بورڈ نظر آئے گا، احباب نے ویسا ہی پایا، اس صورتِ حال کی اصلاح کے لئے ہمیں عام مسلمانوں میں نظافت کے تعلق سے باقاعدہ بیداری مہم چلانی ہوگی۔

چوتھا اور آخری سوال مسلمانوں کے آپسی انتشار سے متعلق ہے، ہماری ہر عبادت ہمیں اجتماعیت کا درس دیتی ہے، ہمارا دین ہمیں قدم قدم پر سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح رہنے کی تلقین کرتا ہے، نزاع اور تفرقہ سے بچنے کی تاکید قرآن میں بار بار آئی ہے، ہمارا انتشار پوری دنیا میں ضرب المثل بن چکا ہے، موجودہ حالات ہی کا جائزہ لیجئے مسلمانوں کے انتشار کا اندازہ ہوجائے گا، مسلم ممالک اپنے انتشار کے سبب اس وقت تباہی کے دہانے پر پہنچ چکے ہیں، غزہ پر اسرائیل ایک ماہ بمباری کرتا رہا، اس کے اطراف دسیوں عرب ممالک ہیں کسی میں جرأت نہیں کہ اپنے بھائیوں کی مدد کے لئے آگے بڑھیں، عراق میں آپسی انتشار اسے ملبہ میں تبدیل کررہا ہے، ہر روز سیکڑوں مسلمان خود مسلمانوں کے ہاتھوں ہلاک ہورہے ہیں۔

پی۔ڈی۔ایف۔#محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

عصمت ریزی کے بڑھتے واقعات

اسباب و حل

مولانا عبدالرشید طلحہ نعمانی

آج کی اس ترقی یافتہ دنیا میں ہر چیز بہت آسانی سے دستیاب ہے، متنوع اسباب ووسائل کی فراوانی ہے، جدید ٹکنالوجی اور نت نئی اختراعات کی بناء پر کسی بھی چیز کا حصول اب مشکل نہیں رہ گیا ہے؛ مگر کہا گیا ہے کہ اس دور میں سب سے زیادہ انمول، قیمتی اور نایاب چیز کوئی رہ گئی ہے تو وہ "انسانیت" ہے، جو رفتہ رفتہ عنقاء ہوتی جارہی ہے، حالات کا مشاہدہ بتاتا ہے کہ ہم نے سب سے پہلے اجتماعی طور پر انسانیت کا قتل عام کیا پھر شاید اسے دفنانا بھول گئے؛ اسی لیے آج انسانیت ایک لاوارث لاش کی شکل میں بدروح بن کر چہار جانب گھومتی دکھائی دے رہی ہے اور درندہ صفت لوگ اپنے چہروں پر انسانیت کا غازہ مل کر معصوموں کو درندگی کا نشانہ بناتے جارہے ہیں۔

کسی زمانے میں درندوں کو پہچاننا آسان کام تھا، لوگ درندوں کی شکل دیکھ کر پہچان جاتے تھے کہ یہ شیر ہے، یہ چیتا ہے، یہ ریچھ ہے؛ لیکن اب درندے انسانوں کے درمیان رہتے ہیں، انسانوں کی سی بودوباش رکھتے ہیں، اور انسانوں ہی پر حملہ آور ہیں ایک درندے وہ ہیں جو اپنے نوکیلے پنجوں، تیز دانتوں کے ذریعے بے گناہ انسانوں پر حملہ کرتے ہیں اور انہیں موت کے گھاٹ اتار دیتے ہیں اور ایک درندے یہ ہیں جو انسانوں کے بھیس میں حیوانیت کا ننگا ناچ کرتے ہیں، قوم کی چھوٹی چھوٹی بیٹیوں کو ہوس کا شکار بناتے ہیں، بھولی بھالی لڑکیوں کو بربریت کا نشانہ بناتے ہیں اور نرم ونازک کلیوں کو اس بے دردی سے مسل کر رکھ دیتے ہیں کہ حیوانیت بھی شرمسار ہوجاتی ہے، چشم فلک بھی نمناک ہوجاتی ہے اور پتھر دل بھی رونے پر مجبور ہوجاتا ہے۔

میرا ماننا ہے کہ اِن انسان نما حیوانوں سے وہ درندے بہتر؛ بلکہ لاکھ درجہ بہتر ہیں جنہیں اشرف المخلوقات ہونے کا دعویٰ تو نہیں، جو احساس وشعور سے عاری ہونے کے باوجود اپنے چھوٹے بچوں کے ساتھ اس قسم کی گھناؤنی حرکت تو نہیں کرتے، اپنی مادہ کا کسی درجہ میں احترام تو کرتے ہیں؛ مگر یہ انسان نما وحشی جانور انسانیت کی حدود کو تجاوز کرتے ہوئے، ساری حدیں پھلانگ کر سفاکی کی اتنی گہری کھائی میں گرتے ہیں جہاں انہیں کوئی انسان نظر نہیں آتا۔

دخترِوطن کا ایک اور سانحہ

اس وقت ہمارے ملک ہندوستان میں خواتین کی عزت و آبرو کا تحفظ ایک مشکل ترین مسئلہ بن چکا ہے۔ ہر روز زنا بالجبر کے متعدد واقعات اخبارات کی سرخی بنتے رہتے ہیں، بہت سے واقعات پر احتجاج بھی منظّم کیا جاتا ہے، پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں میں آواز بھی بلند ہوتی ہے، مجرموں کو وقتی طور پر سخت سزائیں بھی دی جاتی ہیں؛ مگر حال یہ ہے کہ ان کا کوئی مثبت اثر دکھائی نہیں دیتا، ابھی چند روز قبل کا واقعہ ہے کہ حیدرآباد کے قریب شادنگر میں ایک خاتون ڈاکٹر کی اجتماعی عصمت ریزی کی گئی پھر اسے جلا کر خاکستر کردیا گیا، قتل اور جلا دینے کے اس دل دہلا دینے والے معاملے نے پورے ملک کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا، حیدرآباد سمیت ملک کی مختلف ریاستوں میں بڑی تعداد میں لوگوں نے احتجاجی مظاہرے کیے اور مجرمین کے خلاف سخت سے سخت کارروائی کا مطالبہ کیا۔

ہر خاتون خواہ وہ کسی مذہب سے تعلق رکھنے والی ہو بہ حیثیت انسان قابل احترام ہے، نبی پاک ﷺ نے غیر مسلم خواتین کے ساتھ بھی حسن سلوک کی تعلیم دی ہے۔ تاریخ اسلام کے اس واقعہ کا ذکر یہاں بے جا نہ ہوگا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ یمن کے گورنر

پی۔ڈی۔ایف۔#محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

تھے ،انہوں نے بغاوت کو ختم کیا اور باغی لیڈروں کو گرفتار کر کے مدینہ بھیج دیا، ان میں عدی کی بہن سفانہ بنت حاتم بھی تھی ، وہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش ہوئیں تو انھوں نے کہا کہ میں سخی حاتم طائی کی بیٹی ہوں ، میرا باپ بھوکوں کا پیٹ بھرتا تھا اور غریبوں پر رحم کرتا تھا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیرے باپ میں مسلمانوں کی سی خوبیاں تھیں،عدی کی بہن نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پھر عرض کیا کہ میری آپ سے ایک درخواست ہے اس کو قبول فرما کر مجھ کو شکریہ کا موقع دیجیے ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا وہ کیا ہے؟ عدی کی بہن نے کہا کہ میرے والد فوت ہو چکے ہیں' میرا محافظ یعنی بھائی بھاگ گیا ہے، آپ مجھ پر احسان فرمائیں یعنی آزاد کردیں تو اللہ تعالیٰ آپ پر احسان فرمائے گا۔ میرا بھائی آپ کی فوج سے خوف زدہ ہو کر شام کے علاقہ میں بھاگ گیا ہے، آپ مجھ کو اجازت دیں کہ میں اس کو لے آؤں اور آپ اس کے لئے ایک امن نامہ لکھ دیں۔

یہ سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چپ چاپ چلے گئے اور کچھ جواب نہیں دیا، دوسرے روز پھر وہاں سے آپ کا گزر ہوا تو پھر اس نے وہی درخواست دہرائی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،تم جلدی کیوں کرتی ہو، جب تمہارے علاقہ سے کوئی آئے گا جس پر تم کو اعتماد ہو،اس کے ساتھ چلی جانا۔ چنانچہ چند یوم بعد ان کے رشتہ داروں میں سے چند اشخاص آ گئے۔ عدی کی بہن کہتی ہے کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میرے رشتہ داروں میں سے ایسے لوگ آ گئے ہیں جن پر مجھ کو اعتماد ہے، یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لئے کپڑے کے جوڑے بھیج دئے اور میرے لئے زادراہ اور سواری مہیا فرمائی میں اپنے قرابت داروں کے ساتھ بھائی کے پاس پہنچ گئی ، یہ ہے اسلام کی انسانیت نوازی اور خواتین کے ساتھ بلاتفریق مذہب و ملت اس کا حسن سلوک۔

غور کیا جائے تو مسئلہ صرف ایک خاتون ڈاکٹر کی اجتماعی عصمت ریزی کا نہیں ؛ بل کہ ایسی ہزاروں معصوم جانوں کا ہے جنہیں آئے روز جنسی درندگی کا نشانہ بنایا جاتا ہے،حکومت ہند کی جانب سے جاری کردہ تازہ اعداد و شمار کے مطابق ، ہندوستان بھر میں ہر 20 منٹ کے اندر ایک خاتون کی عصمت ریزی کی جاتی ہے، این سی آر بی (قومی جرائم ریکارڈس بیورو کی جانب سے جاری کردہ ڈاٹا) 2011 کے اعداد و شمار کے بموجب، حد تو یہ ہے کہ اس گھناؤنے فعل کا شکار ہر تیسری معصوم نابالغ لڑکی ہوتی ہے

اگر ہندوستان میں ریپ کے بڑھتے ہوئے واقعات کے حوالہ سے دہلی کمیشن فار وومن کی سربراہ سواتی مالیوال کی بات کو تسلیم کیا جائے تو شرح جرم اتنی ہے کہ انسان اپنا سر پکڑ کر بیٹھ جائے ''این ڈی ٹی وی'' کے ایک پروگرام میں انہوں نے پولیس میں درج ہونے والی شکایات کا جائزہ لیا تو انکشاف ہوا کہ 2012ء سے لے کر 2014 تک صرف دہلی میں 31 ہزار 4 سو 46 لڑکیوں کو زیادتی کا نشانہ بنایا گیا، جب کہ پولیس میں درج ہونے والی ان ایف آئی آرز کے کسی ایک ملزم کو بھی سزا نہیں ملی ، ایسے میں کیا ہندوستانی حکومت کی یہ ذمہ داری نہیں کہ وہ کوئی مضبوط ردعمل دکھائے ؟ ہندوستان میں جنسی زیادتیوں اور عصمت دری کے کیسز کا بڑھتا تناسب ہر صاحب احساس کو رلاتا اور ہر دردمند دل کو غمگین کرتا ہے،ایسا لگتا ہے کہ انسانیت دم توڑ رہی ہے ہر سمت درندگی رقصاں ہے ،مشرقی تہذیب کا جنازہ نکل چکا ہے، بے رحم شیطان ہوس کے پجاری معصوم جانوں کو عصمت دری کے بعد قتل کر کے کوڑا کرکٹ کے ڈھیر پر ڈال دیتے ہیں، کھیتوں یا جھاڑیوں میں پھینک دیتے ہیں،ندی یا نہر کے حوالے کر دیتے ہیں؛ لیکن افسوس صد افسوس کہ ایسے مجرموں کو کوئی سزا نہیں دی جاتی،غریب و مظلوم بے بس ولاچار والدین دہائی دیتے رہ جاتے ہیں اور اپنے معصوموں کی بے وقت موت پر آنسو بہا کر خاموش ہو جاتے ہیں؛ مگر ان کی فریادرسی کے لئے کوئی آگے نہیں بڑھتا اور بسا اوقات پولیس نشانہ بننے والے خاندان کی ایف آئی آر تک

پی۔ڈی۔ایف۔#محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

درج نہیں کرتی اور اگر درج کر بھی لیتی ہے تو بگڑے ہوئے مجرم رئیس زادوں اور حکومت سے تال میل رکھنے والے اہل کاروں سے پولیس کا باہر ہی باہر لین دین ہوجاتا ہے اور مجرم سر اٹھا کر اسی معاشرے میں کھلے عام گھومتے نظر آتے ہیں۔

اسباب و حل

آج سے نصف صدی قبل کا جائزہ لیا جائے تو اندازہ ہوگا کہ اس وقت شرافت کا غلبہ تھا، امن وامان کا ماحول تھا، بلاخوف و خطر ایک غیر مسلم پڑوسی اپنے مسلمان پڑوسی کے گھر اپنی بیٹی، بہن اور بیوی چھوڑ جاتا اور اسے کسی قسم کا اندیشہ نہ ہوتا؛ مگر جوں جوں زمانہ ترقی کر رہا ہے برائیاں بھی اسی کثرت سے پنپتی جارہی ہیں، فواحش و منکرات کی مختلف جدید شکلوں کا چلن اس قدر عام ہوتا جارہا ہے جس کا کچھ دنوں پہلے تصور بھی نہیں تھا، گویا سائنس اور ٹکنالوجی کی ترقی کے ساتھ معاشرہ میں بے حیائیاں بھی ترقی پذیر ہیں، کہیں فیشن کہیں سیر و تفریح کہیں ٹائم پاس اور کہیں زمانہ سے موافقت کے نام پر طرح طرح کی برائیاں وضع کرلی گئی ہیں جن کی لپیٹ میں نہ صرف غیر مسلم؛ بلکہ مسلمانوں کا ایک بڑا طبقہ ہے مرد، عورت، جوان، بچہ، بوڑھا، اور امیر و غریب کے امتیاز کے بغیر بیشتر افراد دانستہ یا نادانستہ طور پر معاشرہ میں رائج فواحش و منکرات کے شکار ہیں، جن پر انہیں کوئی احساس یا غم نہیں، کیوں کہ یہ زمانہ کی دین ہے، ان سے منہ موڑ لینا ان کے نزدیک عقلمندی نہیں یا پھر تغیرات زمانہ کو اپنائے بغیر زندگی کو بے جان اور ناقص تصور کیا جاتا ہے۔

چار پانچ دہائی قبل نوجوانوں کو سینما دیکھنے میں شرم محسوس ہوتی تھی، سر عام منشیات کا استعمال جرم سمجھا جاتا تھا، محرم اور حجاب کے بغیر عورت گھر سے نہیں نکلتی تھی؛ مگر آج یہی سب چیزیں روشن خیالی کا عنوان اور بدلتے زمانے کا معیار بن چکی ہیں۔

پہلے جوائنٹ فیملی سسٹم تھا، گھر کا ہر بچہ، دادا، نانا، چاچا اور بزرگوں کی نگرانی میں چل کر جوان ہوتا تھا اور اسے ہر قدم پر روکنے ٹوکنے والے لوگ موجود ہوتے تھے، مگر نیوکلیئر فیملی نے بچوں کو آزاد چھوڑ دیا ہے، سارا سارا دن گھر میں اکیلے رہنا، بے دریغ منشیات کا ستعمال کرنا اور انٹرنیٹ کے ذریعہ جذبات کو برانگیختہ کرنے والے ویڈیوز دیکھنا، ان سب چیزوں نے نوجوان نسل کو جانور بنا دیا ہے اور پھر آج کی عریاں فلموں نے بھی معاشرہ کو بگاڑنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔

ہمارا تعلیمی واخلاقی نظام بھی اس قدر بدترین شکل اختیار کرچکا ہے کہ اگر کوئی خاتون شائستگی اور سادگی اختیار کرنا چاہے تو یہ نظام اس کو نیم برہنہ، بے حیا اور بے حجاب کر دیتا ہے، مرد و خواتین کے لئے کوئی علاحدہ نظم نہیں، تعلیمی اداروں میں ان کی جماعتوں کے لئے کوئی مخصوص اوقات نہیں، ایسے میں اس قسم کے ہولناک واقعات پیش آتے ہیں تو تعجب کیا ہے؟

ایسے پر خطر حالات میں ہر فرد بشر کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے اندر خوف خدا پیدا کرے؛ اس لیے کہ جرائم کا انسداد صرف اور صرف سزاؤں پر منحصر نہیں ہے۔ نیز والدین کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی اولاد کو اچھے کردار کا حامل بنائیں، ان کی نگرانی و تربیت کریں، لباس اور وضع قطع میں ان سے کوئی مصالحت نہ کریں اور یہ بات یاد رکھیں کہ انسانی جسم سردی اور گرمی کی شدت جھیل سکتا ہے، بارش اور ہواؤں کے تھپیڑے برداشت کرسکتا ہے، وقتی محنت ومشقت سے ہلکان ہوسکتا ہے؛ مگر فطرت نے جواس کے جسم کی کچھ ضرورتیں رکھی ہیں، وہ ان سے علیحدہ رہ کر زندگی نہیں گزار سکتا، جس طرح بھوک کے احساس پر کھانا پینا طبیعت کا اولین تقاضا ہے اسی طرح بلوغ کے بعد نکاح بھی ہر نوجوان مرد و عورت کی بنیادی ضرورت ہے؛ لہٰذا نکاح میں بے وجہ تاخیر کے بجائے عجلت سے کام لیا جائے، نکاح کو آسان سے آسان تر بنایا جائے اور اولاد کو ان کی طبعی ضرورت کی تکمیل کا درست راستہ بتایا جائے، تب کہیں جاکر ان سانحات کا سد باب ہوسکتا ہے اور معاشرہ پاکیزگی و پاکدامنی کی راہ پر گامزن ہوسکتا ہے۔

پی۔ڈی۔ایف۔#محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

خبروں کی دنیا

News World

محمد ادریس ولی اللهی

جامعہ پھلت میں تعزیتی اجلاس

امام المحدثین شاہ ولی اللہ کے وطن مالوف پھلت کی عظیم علمی، دعوتی دانش گاہ جامعہ امام ولی اللہ کی وسیع وعریض مسجد میں مفتی اعظم پنجاب مفتی فضیل الرحمٰن ہلال عثمانی، جناب نذیر احمد صدیقی پھلتی اور شیخ الحدیث مولانا عاشق الٰہی کے انتقال پر ایک تعزیتی نشست کا اہتمام کیا گیا جس میں داعی اسلام حضرت مولانا محمد کلیم صدیقی صاحب نے خطاب فرمایا، مفتی فضیل الرحمٰن ہلال عثمانی کے ساتھ اپنے دیرینہ تعلق کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ ایک عظیم علمی، دینی، ادبی اور تاریخی خانوادہ سے تعلق رکھتے تھے، اور مفتی عزیز الرحمٰن عثمانی، مولانا عتیق الرحمٰن عثمانی کے باعث یہ خانوادہ ہماری دینی اور علمی تاریخ کا محسن رہا ہے، مفتی فضیل الرحمٰن نے اپنی علمی، دینی خدمات کا مرکز سرزمین پنجاب کو بنایا اور وہاں کے تاریخی شہر مالیر کوٹلہ میں ۴۰ سال تک مفتی اعظم پنجاب کے عہدہ پر رہ کر خدمت انجام دی، بعد میں دار العلوم وقف دیو بند میں صدر مفتی کی حیثیت سے خدمات انجام دیں، مفتی صاحب ہماری ٹوٹی پھوٹی دعوتی کوششوں کو سراہتے تھے، اور ہمارا کوئی رفیق دعوت ان سے ملاقات کر کے کچھ کارگزاری پیش کرتا تو اس کی تحسین فرماتے تھے، اکثر پروگراموں اور جلسوں میں ان سے ملاقاتیں ہوتی تھیں، وہ بہت ستھرا داعیانہ مزاج رکھتے تھے ان کی تحریروں اور تقریروں میں اس عکس صاف محسوس کیا جا سکتا ہے

مہتمم جامعہ جناب مولانا محمد طاہر ندوی نے مفتی صاحب کی وفات کو علمی دنیا میں ایک خلاء سے تعبیر کیا اور کہا کہ اس دور انحطاط میں وہ اپنی امتیازی شان رکھتے تھے، اور ان کی جیسی صفات کے حامل اس دور میں خال خال ہی ملتے ہیں، مولانا وصی سلیمان ندوی ایڈیٹر ماہنامہ ارمغان نے کہا: مفتی صاحب کی تحریریں اپنی علمیت میں ایک خاص پہچان رکھتی ہیں، وہیں ان کے قلم میں ایسی ادبی ہے جس سے قاری کے اندر ایک خاص کشش پیدا ہو جاتی ہے اور وہ ان کو اخیر تک پڑھے بنا نہیں رہ سکتا، مفتی ڈاکٹر محمد عاشق صدیقی ندوی نے کہا کہ فقہ وفتاوی میں مفتی صاحب بلند مقام رکھتے تھے، فقہی سیمیناروں میں مرتب کی گئی ان کی تحریریں ان کے تفقہ کی علامت کے طور پر جانی جاتی ہیں، اسلامی قانون، نکاح وطلاق وغیرہ کا دفعہ وار مرتب کیا ہوا ان کا مجموعہ ایک گرانقدر کارنامہ ہے جس سے فقہ حنفی کا ہر طالب علم علمی فقہی رہنمائی حاصل کرتا ہے۔

اسی مجلس میں ضلع سہارن پور کی عظیم دینی درس گاہ جامعہ اسلامیہ ریڑھی تاجپورہ، کے شیخ الحدیث حضرت مولانا عاشق الٰہی قاسمی رحمہ اللہ کی حیات وخدمات پر بھی داعی اسلام نے روشنی ڈالی، انھوں نے فرمایا کہ ان کا وجود اس دیار کے لئے سایہ رحمت تھا، وہ اپنی علمی صلاحیت کے ساتھ ادارہ کے بہی خواہ اور ذمہ داران مدرسہ، خصوصاً مہتمم صاحب کے لئے ایک معاون اور رفیق تھے، اور ایسے خاموش مزاج لوگ خدام دین آج کے دور میں بڑی مشکل سے پیدا ہوتے ہیں۔

پروگرام کے اخیر میں پھلت کے خاندان صدیقیان کی ایک عمر رسیدہ بزرگ شخصیت کے انتقال پر بھی اظہار تعزیت کیا گیا، یہ جناب حکیم نظیر احمد صدیقی کی شخصیت تھی، جنھوں نے ایک طویل علالت کے بعد وفات پائی، حکیم صاحب پھلت کی عظیم المرتبت شخصیت حضرت مولانا علاء الدین کے خاص شاگردوں میں تھے، اور بہت سی خصوصیات کے حامل تھے، اس نشست میں جامعہ کے تمام اساتذہ وطلباء نے شرکت کی، اخیر میں ایصال ثواب کا اہتمام کیا گیا اور صدر محترم کی دعا پر یہ نشست ختم ہوئی۔

پی۔ڈی۔ایف۔#محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

فقہی مسائل

مفتی محمد عاشق صدیقی ندوی

س: ایک شخص نے انتقال سے پہلے وصیت کی کہ میرے مرنے کے بعد میری میت پر نہیں آنا کیا اس کو میت پر جانا چاہیے؟

ج: میری میت پر نہ آنے کی ہدایت ایک طرح کا غصہ ہے، اس کا کوئی اعتبار نہیں، اس کے جنازہ میں شریک ہونا چاہیے بلکہ خاص طور پر اس کے لئے دعا کرنی چاہیے تاکہ اس شخص کی زندگی میں اس شخص سے کوئی تکلیف پہنچی ہو تو ممکن ہے اس کی وفات کے بعد کا یہ عمل اس کی کچھ تلافی کر دے۔ (فیض القدیر ۱/۶۵۴)

س: کیا آئینہ کے سامنے کھڑے ہو کر نماز پڑھ سکتے ہیں؟

ج: آئینہ کے سامنے کھڑے ہو کر نماز پڑھنا مکروہ ہے کیونکہ آئینہ میں انسان کی صورت نظر آتی ہے، اور نماز پڑھتے وقت سامنے کسی انسان یا خود اس کی تصویر کا ہونا سخت مکروہ ہے اور رسول اللہ نے صراحتا اس سے منع فرمایا ہے (صحیح البخاری: ۴/۳۷۴) اس لئے اس سے اجتناب ضروری ہے

س: نماز کا وقت شروع ہونے کے بعد اذان سے پہلے نماز پڑھ لی جائے تو کیا نماز قبول ہوگی؟

ج: نماز درست ہونے کے لئے ضروری ہے کہ اس کا مقررہ وقت آجائے، اذان کا مقصد وقت کی اطلاع دینا ہے، اگر اذان وقت شروع ہونے کے تھوڑی دیر بعد ہو اور وقت شروع ہونے کے بعد نماز ادا کر لی جائے تو نماز ادا ہو جائے گی، البتہ جن لوگوں پر جماعت میں شریک ہونا واجب ہے، وہ جماعت میں شریک نہ ہونے کی وجہ سے گنہگار ہوں گے، جن لوگوں کا جماعت میں شریک ہونا واجب نہیں، جیسے: خواتین، مریض، مسافر، ان کے لئے کوئی مضائقہ نہیں۔

س: کیا ولیمہ کی سنت ادا ہونے کے لئے شب زفاف کا گزارنا لازمی ہے؟ کیا اس کا انتظار کیا جائے؟

ج: سنت ولیمہ کی ادائیگی کے لیے نکاح کے بعد شب زفاف گذارنا یا اس میں ہمبستری کرنا ضروری نہیں؛ البتہ مسنون وافضل یہ ہے کہ نکاح اور رخصتی کے بعد جب زفاف ہو جائے تو ولیمہ کیا جائے، پس اگر کسی نے رخصتی یا شب زفاف سے پہلے ولیمہ کر دیا تو نفس ولیمہ کی سنت ادا ہو جائے گی؛ کیوں کہ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب بنت جحش کا ولیمہ زفاف سے پہلے فرمایا، پس اس سے نفس سنت کی ادائیگی ثابت ہوئی؛ البتہ اکثر روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ولیمہ زفاف کے بعد ہوا جیسے دیگر ازواج مطہرات کے نکاح میں ولیمہ زفاف کے بعد ہوا۔

سوال: ۰۱۲، مطبوعہ: مکتبہ زکریا دیوبند، نفائس الفقہ، ۲: ۳۵۱-۰۶۱، مطبوعہ: فیصل پبلی کیشنز، دیوبند، فتاوی عثمانی مع حاشیہ ۲: ۲۰۳، ۳۰۳، مطبوعہ: مکتبہ معارف القرآن کراچی) اور نجاشی شاہ حبشہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح حضرت ام حبیبہ سے کیا اور لوگوں کو کھانا کھالیا، اور یہ رخصتی سے پہلے ہوا، پس معلوم ہوا کہ زفاف سے پہلے بھی ولیمہ ہوسکتا ہے، سنت ادا ہو جائے گی۔

س: اگر کوئی شخص عصر کی نماز جماعت سے نہ پڑھ سکا ہو تو کس وقت تک اس کے پڑھنے کی گنجائش ہے، کیا سورج ڈھلنے کے بعد بھی عصر کی نماز پڑھی جاسکتی ہے؟

ج: سورج جب ڈوبنے کے قریب ہو جائے یعنی یہ کیفیت ہو کہ سورج کی ٹکیہ پر نگاہ ٹھہرنے لگے تو اس وقت نماز پڑھنا مکروہ ہے، البتہ اگر اس دن کی عصر نہ پڑھی ہو تو اس مکروہ وقت میں بھی نماز ادا کی جاسکتی ہے۔ الا عصر یومہ ذلک فانہ یجوز ادائہ عند الغروب (الفتاوی الھندیۃ ۱/۵۲)

پی۔ڈی۔ایف۔#محمد یوسف عثمان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

آخری صفحہ

پھر انسانیت سے مایوسی کیوں؟

کھیت کے کنارے پہنچ کر مجھے حیرت ہوئی، کہ قدیم باغ کو کٹوا کر جب اس کھیت میں پہلی فصل راقم سطور نے بوائی تھی تو زمین چونکہ بہت زرخیز تھی بغیر کیمیاوی کھاد کے دوسری زمینوں سے تین گنا گنّا اس میں پیدا ہوا تھا، اب وہ کھیت بالکل بنجر ہو گیا تھا، اوراس میں جھاڑ جھنکار کھڑے ہوئے تھے، بظاہر ایسا لگ رہا تھا کہ یہ کھیت اب کھیتی کے لائق نہیں، اوراس میں کھیتی بہت مشکل ہے، اصل میں یہ ہمارا موروثی ایسا کھیت تھا کہ اس میں باپ دادوں اوران کی اولاد کے بیسوں نام تھے اور کھیت بالکل چھوٹا تھا بعد میں وہ سرکاری کاغذات میں بنجر کر دیا گیا تھا اوراس کو ایک ہریجن کو دے دیا گیا تھا، جس شخص کو دیا گیا اس نے اس میں کھیتی کی مگراس کے مرنے کے بعد میں اس کے چار لڑکوں نے اسکی طرف توجہ نہیں کی، مجھے خیال ہوا کہ یہ زرخیز ترین کھیت چند سال کھیتی نہ کرنے پر ایسا بنجر دکھائی دینے لگا کہ اس میں کھیتی مشکل دکھائی دینے لگی، جب کہ جمنا اور گنگا کے کنارے کتنے ٹیلوں اور ویرانوں پر پنجاب کے سرداروں نے محنت کر کے ان کو ہموار کرلیا اور کیسے لہلہاتے کھیتوں میں تبدیل کرلیا، یہ سوچ ہی رہا تھا کہ راقم سطور کواس کائنات کے مالک کی لہلہاتی انسانیت کا خیال آیا کہ پیدا کرنے والے خدا نے اس کائنات کو اپنی معرفت کے لئے پیدا کیا ہے، انسانوں کے دلوں کو اپنی معرفت ،محبت یعنی ایمان کا محور ومرکز بنایا ہے، انسان کسی ملک کا یا قوم کا ہو اس کے دل کی زمین کو اپنی ذات پر ایمان، اپنی محبت ومعرفت کے لئے زرخیز بنایا ہے اللہ کے نبی ﷺ اوران کے صحابہ جب تک اس زمین میں ایمان ویقین کے بیج بوتے رہے اوراس کھیتی کا حق ادا کرتے رہے تو نبی اکرم ﷺ کے بعد ۵۰ سال میں ساٹھ فیصد دنیا پر اسلامی قانون کی حکمرانی ہوگئی، اور جس دل میں ایمان کا بیج ڈالا گیا وہاں سے ایمان کا پودا لہلہاتا نظر آیا:

الم تر کیف ضرب اللہ مثلاً، کلمۃ طیبۃ کشجرۃ طیبۃ اصلھا ثابت و فرعھا فی السماء، توتی اکلھا کل حین باذن ربھا، ویضرب اللہ الامثال للناس لعلھم یتذکرون. (ابراہیم: ۲۴-۲۵) کیا تم نے نہیں دیکھا اللہ نے کیسی مثال دی، ایک پاکیزہ کلمہ پاکیزہ درخت کی طرح ہے، جس کی جڑیں مضبوط ہیں اور شاخیں آسمان میں ہیں، وہ اللہ کے حکم سے ہر آن اپنا پھل دیتا ہے، اللہ تعالی لوگوں کیلئے مثال بیان کرتا ہے تاکہ وہ نصیحت حال کریں۔

اور اسکے بعد زمین پر کھیتی کی ذمہ داری کے حق سے اس زمین کے کسان نبی کے امتی جب غافل ہوئے اور ہر ایک نے یہ سوچنا شروع کیا کہ یہ تو سب کی میراث ہے دوسروں کی ذمہ داری بھی تو ہے، تو دلوں کی یہ زمین ایسی ویران اور بنجر ہوگئی اوراس میں شرک وبت پرستی، مادیت، باطل نظریات وافکار اور مذاہب کے جھاڑ جھنکار پیدا ہوگئے اوراس کھیتی کی ذمہ اری پر فائز نسلوں کو یہ خیال ہونے لگا کہ اب دلوں کی اس بنجر اور جنگل بنی زمین میں دعوت ایمان یعنی ایمان کی کھیتی کا کام کیسے ممکن ہے، حالانکہ زمین پر طرح طرح کے جھاڑ جھنکار کا قبضہ ہونا اس بات کی علامت ہے کہ زمین حد درجہ زرخیز ہے، کسان آئے اور کھیتی کرے، اللہ تعالی نے انسانوں کے دل کی زمین کو اپنی معرفت کی کھیتی کے لئے حد درجہ زرخیز بنایا، اس کھیتی کی ذمہ دار ملت اسلامیہ کے افراد ہم اپنی ذمہ داری تو سمجھیں خصوصاً ہمارے ملک میں برادران وطن کا مذہب سے حد درجہ بڑھا ہوا تعلق اوراس کے لئے قربانی اور جوش اس بات کی علامت ہے کہ اس ملک کا ماحول اسلام وایمان کیلئے حد درجہ سازگار ہے نہ جانے کیوں ہندوستان میں اپنے مذہب سے حد درجہ بڑھتا ہوا تعلق اوراس کیلئے قربانی کے جذبہ سے ہم پرامید ہونے کے بجائے مایوس ہوتے ہیں، ہمیشہ مذہب سے انسان کا تعلق اوراس کے لئے قربانی اپنے خدا کو راضی کرنے کیلئے ہوتا ہے، یہ اس بات کی علامت ہے کہ خدا کو راضی کرنے کی طلب زیادہ ہے، ہمیں صرف رہنمائی کا کام کرنا ہے، آپ کا مطلوب اِدھر ہے اُدھر نہیں۔ کسی مجنونانہ طلب رکھنے والے کے مطلوب کی رہنمائی کتنی آسان ہے۔ کاش ہم سمجھ سکتے۔

●●●●

مولانا محمد کلیم صدیقی

پی۔ڈی۔ایف۔#محمد یوسف عثمان